

CHECKED-75

RARE BOOK  
NOT TO BE ISSUED

کتابخانه اسلامیہ لاہور

1780  
5

لاہور گائیڈ

جس میں لاہور کے علاقہ

عظیم الشان مآثرین پنجاب کے آثار بھی درج ہیں

STATE CENTRAL LIBRARY  
UNIVERSITY OF DELHI

بزم اردو لاہور

۱۹۰۹ء

مولوی عبدالحق صاحب کے اہتمام سے

رفاعہ حامد شمیم پریس لاہور میں چھپی

سورق و اہتمام سے لالہ محمد کوثر نے پریس لاہور میں چھپایا

CHECKED 1995

ولایت سے بھی اچھے ملک وکیش کہیں

کارخانہ علی گھانی ولی جی ننان چھاننی میں تیار ہو رہی ہیں  
 جو پنجاب سے پہنچیں گے وہ پھر پنجاب اور اٹک میں موجود رہ  
 چکرے اور اب سے ہندو پنجاب اور لاہور پر پیش صاحب ساق  
 گمانہ لاچیف و پنجاب سرچارلس مین صاحب ساق چکرے گمانہ  
 انجیف کی مشورہ سے فتنہ میں قائم ہوا اور گمانہ ساق  
 خاص طاقی و لاہور فتنہ میں کچھ کا ہے ۔ ناگہر ساق  
 میلان فتنہ ۔ لیگ فتنہ ۔ ہمارے فتنہ ۔ ہمارے فتنہ  
 فتنہ فتنہ ۔ ہمارے فتنہ ۔ ہمارے فتنہ  
 اس کا فتنہ فتنہ فتنہ فتنہ فتنہ فتنہ فتنہ فتنہ  
 فتنہ فتنہ فتنہ فتنہ فتنہ فتنہ فتنہ فتنہ  
 اور فتنہ فتنہ فتنہ فتنہ فتنہ فتنہ فتنہ فتنہ



CHECKED - 1977

# لاہور کا گائیڈ

## فہرست مضامین

صفحہ	نمبر	مضمون	صفحہ	نمبر	مضمون
۷	۱	ب۔ پھیل	۸	۱	۱۔ تہمید
۸	۲	ج۔ دروازے	۸	۲	ب۔ لاہور شہر پر آنے والی ٹرینیں
۸	۳	د۔ بازار	۸	۳	ج۔ لاہور شہر سے باہر والی ٹرینیں
۹	۴	۴۔ صفائی	۹	۴	د۔ قلیوں کی مزدوری
۱۰	۵	۵۔ باشندے	۱۰	۵	۵۔ چوٹی ریلوے سٹیشن روم
۱۱	۶	۶۔ تعلیم	۱۱	۶	۶۔ اندر سے
۱۲	۷	۷۔ علمی اور قومی مشاغل	۱۲	۷	۷۔ شہر کی مختصر تاریخ اور
۱۳	۸	۸۔ تجارت اور صنعت و حرفت	۱۳	۸	۸۔ شہر کی موجودہ حالت
۱۳	۹	۹۔ قدیم عمارات	۱۳	۹	۹۔ تہمید
۱۴	۱۰	۱۰۔ مسیروں پر خطاں	۱۴	۱۰	۱۰۔ مختصر تاریخ
۱۶	۱۱	۱۱۔ سنہری مسجد	۱۶	۱۱	۱۱۔ شہر کی موجودہ حالت
۱۷	۱۲	۱۲۔ حضورؐ کی بارگاہ اور بارگاہ دیگر	۱۷	۱۲	۱۲۔ الف۔ آبادی

پہلی  
دوسری  
تیسری  
چوتھی  
پانچویں  
شестویں  
ساتھویں  
آٹھویں  
نواں  
دسواں  
ایک سو  
ایک سو پچاس  
دو سو  
تین سو  
چار سو  
پانچ سو  
چھ سو  
ساتھ سو  
آٹھ سو  
نویس سو  
ایک سو

# ب

صفحہ	نمبر	مضمون	صفحہ	نمبر	مضمون
۳۵	۸	مقبورہ نور جہان بیگم	۱۹	۴	شاہی مسجد
۳۶	۹	بارہ درسی مزار کا مزار	۲۱		تبرکات
	۱۰	شالامار باغ	۲۳	۵	قلعہ
۳۸	۱۱	نام	۲۵		لوہ کا مندر
۳۹	۱۲	ب - تاریخ بنا	۲۶		دیوان عام
۳۹	۱۳	ج - وسعت	۲۶		دیوان خاص
۳۹	۱۴	د - تقسیم اور بناوٹ	۲۶		خواب گاہیں
۴۰	۱۵	لا - مزار تالاب اور آبشاریں	۲۶		موتی مسجد
	۱۶	د - بارہ دریوں کا مزار	۲۶		عسل خانے
۴۱	۱۷	بھا دوں اور غنائے	۲۸		نو لکھا
۴۲	۱۸	ز - سیریں اور میلے	۲۸		شیش محل
۴۲	۱۹	خ - سکھوں کا زمانہ - لا	۲۸		سلاح خانہ
	۲۰	۱۱ - بیویں مسجد			۴ - مقبرہ جہانگیر
	۲۱	۱۲ - مسجد سردار خاں	۲۹		سراسر جہانگیر
	۲۲	۱۳ - توپ زمرہ	۳۰		باغ دلکشا
	۲۳	۱۴ - مزارات	۳۱		مقبورہ
	۲۴	۱۵ - مزار دانا گنج بخش	۳۲		۵ - مقبرہ آصف جاہ

ج

نمبر	مصنوع	صفحہ	نمبر	مصنوع	صفحہ
۲	خاتواہ ماحولال حسین	۵۰	۲	ریلوے ٹیشن	۷۲
۳	درس میاں دوڈا	۵۱	۳	شاؤن ہال	۷۲
۴	مزار شاہ ابوالعالی	۵۳	۴	مارکیٹ	۷۳
۵	مقبورہ میاں میر	۵۴	۵	گوشت کالج	۷۴
۶	رومنہ حضرت ایشی	۵۵	۶	کتھید ریل	۷۵
۷	مزار شاہ محمد غوث	۵۷	۷	لارنس اورنگمیری ہال	۷۶
۸	مندر اور سما دھیں	۶۰	۸	ایچسن کالج	۷۷
۹	سما دھ حقیقت رائے	۶۱	۹	میو ہاسپٹل	۷۷
۱۰	چرباڑہ جھو بھگت	۶۲	۱۰	بڑا ڈاک خانہ	۷۹
۱۱	شوالہ بخشی بھگت ریم	۶۴	۱۱	پنجاب یونیورسٹی ہال	۷۹
۱۲	بادلی صاحب	۶۵	۱۲	بنک آف بنگال	۸۰
۱۳	سما دھ راجہ کریشن سنگھ	۶۶	۱۳	رومن کیتھولک چرچ	۸۱
۱۴	سما دھ گوردوارہ جی	۶۸	۱۴	نیٹرو ہوسٹل	۸۲
۱۵	شوالہ دیوان ارتن چند	۶۸	۱۵	عجائب خانہ	۸۲
۱۶	شاہ کردوارہ ہندوستانی	۶۹	۱۶	چھاپا خانہ	۸۵
۱۷	جدید عمارات	۷۰	۱۷	قومی عمارتیں	۸۶
۱۸	اچیف کورٹ پنجاب	۷۱	۱۸	گر جے سیل پبلک ریسٹ ہوسٹل	۸۶

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۶	ملک کام کر نیوالی جماعتیں	۸۷	ٹاؤس اور بعض دیگر مقامات
۱۰۸	۳۶- بنک	۹۱	۱۰- قابل دید کارخانے
۱۰۹	۲۷- لاہور کی سوغات	۹۲	۱۱- کلچر مدر سے اور تینچانے
۱۰۹	۲۸- عام چیزیں کیاں دیتا ہے بنگی	۹۴	۱۲- انجنیں سماجیں اور بھائی
۱۱۱	۲۹- عظیم الشان نایش لاہور	۹۵	۱۳- کلب اور سوسائٹیاں
۱۱۲	۳۰- تہیہ	۹۵	۱۴- مشہور اخبار
۱۱۴	۳۱- ایشیائے نایش	۹۶	۱۵- بڑے بڑے چھاپے خانے
۱۱۴	۳۲- ج کھیل اور تماشے	۹۷	۱۶- لائبریریوں اور ریڈنگ روم
۱۱۵	۳۳- پروگرام	۹۸	۱۷- لاہور کے ذرائع آباد
۱۱۷	۳۴- ٹکٹوں کے ٹکٹ	۹۹	۱۸- بڑے بڑے دفتر
۱۱۷	۳۵- ٹکٹ ملنے کے مقامات	۱۰۲	۱۹- کھیریاں
۱۱۷	۳۶- ٹکٹوں کی شرح	۱۰۲	۲۰- ڈانچے
۱۲۰	۳۷- سوار کی گاڑیوں کا گائیڈ نامہ	۱۰۳	۲۱- شفا خانے
	<u>نقشہ</u>	۱۰۴	۲۲- تھانے
۱	۱- نقشہ شہر لاہور	۱۰۵	۲۳- سیر کے قابل باغات
۱۲	۲- نقشہ سول سیشن	۱۰۶	۲۴- لاہور ٹیچو اور یادگار کی نشان
۱۱۰	۳- نقشہ نایش		۲۵- بعض کنیاں - انجینیاں

حر

ت

لا

بھ

اور

کی

اس

بہ

اگر

نہ

لاہور گائیڈ  
تہذیب

لاہور میں ہندوستان کی عظیم الشان نمائش صنعت و  
حرکت منعقد ہوئی وہاں ہے۔ اور اسے دیکھنے کے لئے نہ صرف پنجاب  
سے بلکہ تمام اطراف ہند سے ہزاروں نہیں لاکھوں اشخاص لاہور میں تشریف  
لانے والے ہیں +

۲۔ کبھی شہور شہر میں پہنچ کر آدمی کو حیرتہ خیال ہوتا ہے۔ کہ اس کی خوب جی بھر کر سیر کریں۔ اور گھر جائیں تو حتمہ المقدور اس شہر کے چمپے چمپے واقف اور باخبر ہو کر جائیں۔ لاہور بھی اپنی تاملی عظمیت کی وجہ سے ایسے ہی شہروں میں شمار ہوتا ہے۔ اور ایک دفعہ آدمی اس میں وارد ہو کر اس کی پوری طرح سیر کرے بغیر واپس نہیں ہو سکتا۔

۳۔ لیکن نووارد اصحاب کو کسی بڑے شہر کی سیر میں ناواقف اور  
بیخبری کی وجہ سے جو دقتیں حاصل ہوتی ہیں سب کو معلوم ہیں۔ علماء و ائمہ  
اگر مشہور مقامات کو دیکھ بھی لیا۔ مگر ان کے پورے پورے حال سے آگاہی  
نہ ہوتی تو سیر میں کیا لطف آیا۔ اس لئے حیرت تک ایک باخبر اور واقف



بدل سرقہ آدمی کے ساتھ نہ ہو سیر کسی طرح مکمل نہیں ہو سکتی +

انہیں وجوہات کو مد نظر رکھ کر بزم اردو لاہور سرائے نمائش  
میں آنے والے اصحاب کی آسانی کے لئے یہ گائڈ مرتب کی ہے۔ اور  
اس میں لاہور کی مکمل تاریخ گزشتہ موجودہ حالت۔ قدیم و جدید عمارتوں  
مزاروں۔ مقبروں۔ مسندروں اور سادات و عسکریوں کا تاریخی حال لاہور کے  
مدرسوں۔ کالجوں۔ خانوں۔ سہا جوں۔ دفاتروں۔ تجارتی کمپنیوں اور دیگر  
تمام ضروری امور کے متعلق کارآمد اور مفید معلومات ہمہ پہنچ کر ایک ایسا  
دلچسپ اور مفید آئینہ بنادیا ہے کہ جیب میں رکھ لیجئے۔ اور جہاں دل  
چاہے بے شکسیر کو چلے جائیے۔ نہ کسی سے پوچھنے کی حاجت ہے۔ نہ  
دریافت کرنے کی ضرورت ہر ایک بات خود بخود معلوم ہو جاتی ہے۔ اور  
سیر کا پورا پورا لطف آجاتا ہے +

۴۔ ان وجوہات کے علاوہ ایک اور بات بھی ترتیب گائیڈ کی محرک ہوئی۔ اور  
یہ تھی کہ جسے ۱۸۸۱ء میں لائے بہادر شاہ نے کھنیا لال صاحب انگریزوں کی کتاب  
”تاریخ لاہور“ چھپ چکی ہے پھر اردو میں کوئی ایسی کتاب لاہور کے متعلق  
تصنیف نہیں ہوئی۔ جس میں اس گزشتہ چوتھائی صدی کا بھی تذکرہ ہو تا اس لئے  
ضروری تھا کہ لاہور گزشتہ ۲۵ سال میں جو رونق پائی ہے۔ اور بلحاظ تمدن  
تہذیب اس عرصہ میں جو ترقی سے حاصل ہوئی ہے۔ اسے بھی ایک کتاب کی صورت  
میں قلمبند کیا جائے اور اس کے ساتھ ہی اہل عالم کو ان قدیم تاریخی عمارتوں

کی ایک جھلک رہی دکھادی جا چندی زمانہ کا ماحقہ بڑی سید روی دکھاتا ہے اور شاید بہت دیر تک صفحہ بہت پر قائم نہ رہنے دلیگا +

۵۔ الغرض ان خیالات کی تائید میں گائیڈ کی ترتیب شروع ہو گئی۔ اور کچھ تو تاریخ لاہور و مٹھی آف لاہور و تحقیقات ہستی و اور چند دیگر کتابوں سے مدد لیکر۔ اور کچھ اپنی ذاتی کوشش سے بہت سی ایسی معلومات ہم پہنچی کہ جن کا ذکر تاریخی کتابوں میں نایاب ہے۔ یہ دلچسپ گائیڈ تیار کر دی گئی ہے جسے آج بڑی خوشی سے پبلک کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور یقین ہے کہ پبلک بھی اس نازیز خدمت کو قبولیت کی نظر سے دیکھ کر مزہ کی حوصلہ افزائی میں درپن نہ کرے گی +

۶۔ اگرچہ ایک گائیڈ، جو صرف نوادار اصحاب کی آسانی کیلئے مختصر بیان پر مرتب کی گئی ہو کسی شہر کے متعلق، ایک مکمل تاریخ کا کام نہیں لے سکتی۔ لیکن پھر بھی اس گائیڈ میں جہاں کہیں کسی چیز کا تاریخی حال بیان ہوا ہے۔ وہاں پوری رنگ آمیزی نہیں کی۔ تو تاخاکہ ضرور کھینچ دیا گیا ہے کہ ایک دفعہ تو پڑھنے والے کی نظروں میں اس چیز کا اصلی نقشہ چھڑ جائے اور وہ اس کے پورے پورے حالات سے باخبر ہو سکے۔ اسلئے یہ گائیڈ جیسی نوادار اصحاب کیلئے مفید ہے۔ ویسی ہی مقامی اصحاب کیلئے ایک تاریخی معلومات کا گنجینہ ہے۔ اور انہیں لاہور کے متعلق تمام فردی حالات سے پوری طرح واقف کر سکتا ہے۔

بنابرین ہم یقین ہے کہ یہ مختصر گائیڈ تاریخی پہلو سے بزم اردو کے مقاصد کی تکمیل میں بھی ایک حد تک ضرور کامیاب ہوگی۔ اور اس کے سلسلہ تالیفات کا ایک مقبول نمونہ بن جائیگا۔ لاہور۔ یکم دسمبر ۱۹۷۲ء بشیر حید خان پریسٹنٹ۔ ریجنل سیکرٹری بزم اردو

تالیف

ہے۔ اور

مددگار

ور کے

اور دیگر

بایا

دل

سے نہ

اور

اور

اور

اور

اور

اور

اور

اور

اور

اور

# لاہور سٹیشن پر آنے والی ٹرینیں

ٹریک	نمبر	نام	کسٹ	سٹیشن پر پہنچنے کا ٹائم		نمبر ٹرین فام
				گھنٹہ	منٹ	
۱	۱۹	کسٹ	دہلی	۵	۴۰	۴
۲	۴۳	پانسج		۶	۲۰	۴
۳	۲۸	کسٹ	لاٹل پور	۶	۲۲	۴
۴	۱۸	فاسٹ پانسج	پشاور	۷	۰	۵
۵	۳	مبئی میل	مبئی	۷	۱	۴
۶	۳۳	پانسج	لودھیانہ	۷	۱۰	۱
۷	۹	بھنڈہ میل	دہلی براہ بھنڈہ	۹	۳	۱
۸	۵	پانسج	ہردوار	۹	۳۱	۲
۹	۱۹۷	امرتسرہوکل	امرتسرہ	۹	۵۳	۱
۱۰	۲۰	کسٹ	سیالکوٹ	۱۱	۱۵	۵
۱۱	۱	کلکتہ میل	مفتکھڑہ	۱۲	۳۰	۴
۱۲	۶۱	پانسج	بھنڈہ	۱۲	۵۰	۲
۱۳	۲	کلکتہ میل	پشاور	۱۳	۲۰	۵
۱۴	۶۹	پانسج	چچا لکوٹ	۱۳	۲۷	۴

نمبر پست فارم	شیش پر پونچھ کا فیصد		کمان سے آتی ہے	نام	بیلچہ	پاک
	منٹ	گھنٹہ				
۷	۲۷	۱۳	لائل پور	یکسٹ	۲۲	۱۵
۵	۲۰	۱۲	لالہ موٹے	پاسنجر	۶	۱۶
۲	۱۵	۱۶	چھانکوٹ	"	۱۵	۱۷
۵	۲۰	۱۶	لائل پور	مکسٹ	۲۲	۱۸
۲	۲۳	۱۷	دہلی	پاسنجر	۲۷	۱۹
۸	۰	۱۸	پشاور	"	۱۲	۲۰
۲	۰	۱۸	"	"	۲۳	۲۱
۲	۵	۱۹	امر تسر	امر تسر لوکل	۱۹۹	۲۲
۱	۵۵	۹۹	راجپوتہ براہمچند	پاسنجر	۱۳	۲۳
۲	۹	۲۰	دہلی	فاسٹ پاسنجر	۱۷	۲۴
۲	۳۵	۲۰	کراچی	کراچی میل	۷	۲۵
۱	۲۲	۲۰	چھانکوٹ	پاسنجر	۲۱	۲۶
۵	۱۶	۲۱	مہینئی سبراہ	مہینئی میل	۲	۲۷
			پانی پت			
			کرناٹ			
۸	۲۵	۲۱	لائل پور	مکسٹ	۲۲	۲۸

فارم

# لاہور ٹیشن سے جانیوالی ٹرینیں

نمبر ٹرین فارم	روانگی کا ٹھیک وقت		کہاں جاتی ہے	نام	نمبر	ٹرین
	منٹ	گھنٹہ				
۷	۳۶		لائل پور	مکھڑ	۴۱	۱
۵	۴۵	۶	پنچا نکوٹ	پانسجھر	۶۸	۲
۶	۲۰	۷	راجپور	۷	۱۲	۳
۲	۴۱	۷	بہمنی میل	بہمنی میل	۳	۴
۵	۴۳	۷	دہلی براہ میروٹ	فاسٹ پانسجھر	۱۸	۵
۲	۶	۸	کدچی	کدچی میل	۸	۱
۶	۳۵	۸	کوٹلی	پانسجھر	۴۶	۷
۵	۰	۱۰	پنچا نکوٹ	پانسجھر	۱۶	۸
۳	۰	۱۰	لائل پور	مکھڑ	۴۷	۹
۵	۳۵	۱۰	دہلی	پانسجھر	۲۸	۱۰
۲	۵۵	۱۰	لالہ موسیٰ	۷	۵	۱۱
۵	۵	۱۳	امرتسر	امرتسر روکل	۲۰۶	۱۲
۲	۱۰	۱۳	پشاور	کلکتہ میل	۱	۱۳
۶	۴۰	۱۳	لودھیانہ	پانسجھر	۳۲	۱۴



یا

یٹ فارم

نمبر	کچھ	نام	کس کا تعلق ہے	روانگی کا ٹھیکہ وقت		نمبر یٹ فارم
				گھنٹہ	منٹ	
۱۵	۲	کلکتہ میل	مفسر گریہ سنگھ	۱۲		۵
۱۶	۶۹	مکشد	لائل پور	۱۲	۲۰	۲
۱۷	۶	پاسنجر	سر دوار	۱۵	۵	۵
۱۸	۶۰	"	بھنڈا	۱۵	۳	۶
۱۹	۱۱	"	سیالکوٹ	۱۷	۲۹	۲
۲۰	۱۰	بھنڈا میل	دہلی براہ بھنڈا	۱۸	۳۵	۶
۲۱	۲۷	مکشد	لائل پور	۱۸	۳۷	۲
۲۲	۲۲	پاسنجر	پٹھانکوٹ	۱۸	۵۰	۵
۲۳	۲۲	"	کرلیچی	۱۹	۲۵	۶
۲۴	۲۰.۸	امرتسر لوکل	امرتسر برنال	۲۰	۵۵	۵
۲۵	۷	میدنی میل	بھٹی برانڈی پٹ	۲۲	۳	۵
۲۶	۱۷	فاسٹ پاسنجر	پشاور	۲۲	۱۲	۲
۲۷	۱۲	پاسنجر	دہلی	۲۲	۵۵	۵
۲۸	۱۹	مکشد		۲۳	۳۰	۳

تفصیلات کی ضروری۔ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر قطعی کی ضروری فی سبڈل دیئے ہوئے ہے  
 ۲۔ اسٹیشن کے باہر شہر کے کسی مقام تک سبب پہنچانے کے لئے  
 ایک ایکٹس سے چار آٹے تک ضروری مل سکتا ہے +

# ہوٹل ریفرنٹ روم اور سرانیں

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
برائٹن اینڈ سنٹر ہوٹل	میکلو ڈروڈ	انگریزی	وائٹ ٹرس ہوٹل
نیو سنٹرل ہوٹل	ایمپرس روڈ	سنی ویو ہوٹل	ایمپرس روڈ
چترنگ کرپس ہوٹل	ایجرن روڈ	سینٹ جونز ہوٹل	اپر مال
نیو ہوٹل	اپر مال	نیو ایمپریل ہوٹل	مشن روڈ
ہندو ہوٹل	چمبرلین روڈ	ولسی ہوٹل	ایمپرس روڈ
بھارت ہوٹل	چمبرلین روڈ	کشیتر ہندو ہوٹل	چترجی روڈ
آریہ ہوٹل	سرکل روڈ شاہجی	حمیدیہ ہوٹل	انارکلی متصل سڑک
انارکلی ہندو ہوٹل	دلو نارید روڈ	اسلامی ہوٹل	بیرون کشیتری مٹی دروازہ
پبلک ہندو ہوٹل	چنگڑ محلہ روڈ	پنجابی ہندو ہوٹل	انارکلی
کشیتر ہندو ہوٹل	گپت روڈ	محمدان ریفرنٹ روم	ریکویشن
		ہندو ریفرنٹ روم	
ان کے علاوہ لاہور میں بکھرنے کے حسب ذیل مقامات اور بھی ہیں :-			
۱۔ سرائے انارکلی		(پبلک)	
۲۔ سرائے سلطان منڈ بازار		(د)	
۳۔ مسافر خانہ متعلق شوالہ پنڈت بی لال انارکلی		دھرم ہندوؤں کے لئے	



ہوئی ہے۔ مگر بعض یورپین مؤرخ اس سے اختلاف کرتے  
اور اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ لاہور کی بنا قدیمی راجپوتوں کے ہاتھوں  
سنہ ۱۱۹۱ء کی پہلی یا دوسری صدی کے قریب ہوئی ہے۔ کیونکہ یونانیوں  
نے لاہور کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے  
آنے کے وقت تک لاہور نہیں بنا تھا۔ لاہور کا پورا تاریخ ذکر  
ہیون شاہنگ نے ۱۶۳۷ء میں لکھا ہے۔

دسویں صدی کے انجام پر لاہور برہمنی راجوں کی ایک شاخ  
کے ہاتھ میں تھا۔ ان کے آخری راجہ جے پال کو ۱۱۹۱ء میں  
سکستگین نے شکست فاش دی محمود نے اگرچہ جے پال کو  
سنہ ۱۱۹۱ء میں اور اتھ پال کو سنہ ۱۱۹۱ء میں شکستیں دیں مگر وہ لاہور  
میں اپنے حملہ کے بیس سال بعد داخل ہوا۔ ۱۲۰۶ء میں لاہور سلطنت  
غزنوی کا دار الخلافہ قرار پایا۔ اور ۱۲۰۶ء میں ملک ایاز یہاں  
کا حاکم مقرر ہوا۔ جسے بعض مسلمان لاہور کا بانی سمجھتے ہیں۔  
محمد غوری کی وفات ۱۲۰۶ء میں قطب الدین ایبک لاہور میں  
نخستین ہوا۔ اور ۱۲۰۶ء میں سلطان شمس الدین التمش لاہور  
پر قابض ہوا۔ اس کے بعد ایک صدی تک لاہور مغولیہ  
حملوں کی زد میں رہا۔ اور گاہے گاہے گھڑوں کے ہاتھ بھی  
آتا رہا۔ ۱۳۹۹ء میں تیمور کی فوج نے اسے تباہ کیا اور پھر

۱۲۷۷ء میں بھلول لودی اس کا حکم مقرر ہوا۔ ابراہیم لودی  
کے صوبہ دولت خاں لودی نے لاہور میں سرکشی کی اور باہر  
کو امداد کے لئے بلایا۔ اور اس طرح ۱۵۲۶ء میں سلطنت مغلیہ  
کی بنیاد پڑی شروع ہوئی \*

یہ زمانہ لاہور کی تاریخ کا زین زمانہ ہے اور ان دنوں وجہ  
دار الخلافہ سلطنت ہونے کے لاہور مزاج خلّاق بن گیا۔ ہمایوں  
۱۵۵۴ء میں داخل لاہور ہوا اور بادشاہ تسلیم کیا گیا۔ ۸۷ھ  
سے ۹۹ھ تک اکبر یہیں اپنا دربار کرتا رہا۔ اس نے قلعہ  
کو کشادہ کیا۔ اور شہر کے گرد فصیل کھنچوا دی۔ جہانگیر نے بھی  
اپنا قیام لاہور ہی میں کیا اور ۱۰۶ھ میں وفات پا کر شاہدرہ  
میں مدفون ہوا۔ قلعہ میں خوابگاہ۔ موتی مسجد اور شہر کے باہر مغیرہ  
انارکلی اسی کے بنائے ہوئے ہیں۔ خوابگاہ کے بائیں ہاتھ سلسلہ  
عمارت شاہجہاں کی تعمیر کردہ ہیں۔ مثنیٰ برج۔ نوکھٹا اور شیش محل  
اب تک اپنے بنانے والے کی یاد میں اُسی آب و تاب سے کھڑے ہیں  
۱۶۲۷ء سے ۱۶۳۷ء تک لاہور علی حردان خان اور حکیم علم الدین  
المعروف وزیر خان کے زیر حکم رہا۔ مسجد دائی انگرہ مسجد وزیر خان  
چوہدری شاہ لاہور باغ وغیرہ سب اسی زمانہ کی یادگار ہیں۔  
اور رنگ زیر کے وقت سے دہلی میں زیادہ رونق ہونے لگی اور



دارالخلافہ کی وجہ سے لوگ وہاں جلدی شروع ہو گئے۔  
تاہم وسیع اور عالی شان شاہی مسجد اور رنگ زیب ہی نے بڑائی  
تھی۔ اس کے بعد کوئی قابل ذکر عمارت لاہور میں نہیں بنی۔  
محمد شاہ کے زمانہ سے اُنیسویں صدی کے شروع تک لاہور  
پر نادر شاہ اور احمد شاہ کے حملے ہوتے رہے اور عالی شان  
دارالخلافہ صرف ٹوٹے پھوٹے کھنڈرات اور اینٹوں کا ڈبیر  
سا رہ گیا۔

بہت سے تغیر و تبدل ہونے کے بعد ۱۷۹۷ء سے ۱۷۹۸ء  
تک سنگھوں نے لاہور پر حکومت کی اور ۱۷۹۸ء میں شاہ زمان  
نے انکرن سے خراج لیا۔ اور پھر دوسرے سال یحیٰی سنگھ  
سے فوج ہو کر اُسے باقاعدہ حاکم مقرر کیا۔ اس وقت سے لاہور  
پھر کچھ عرصہ کے لئے صدر مقام بنکر رونق پذیر ہو گیا۔ مہاراج  
نے اپنے زمانہ میں تمام قابل عمارتوں کے پتھر اتروا کر امرتسر  
بجھاوئے۔ اور بہت سی عمارتوں کو بالکل خاک میں ملا دیا۔  
ادوینی سب سے بڑی یادگار ایک بارہ دری چھوڑی جو جھنوسی باغ  
میں بنی ہوئی ہے۔ یحیٰی سنگھ کے مرنے پر ایک سال کے لئے  
کھڑک سنگھ اور ایک دن کے لئے لونہا ل سنگھ راجہ ہوئے  
ان کے بعد شیر سنگھ فوج کی امداد سے لاہور پر منصرف ہو کر

راجہ تسلیم کیا گیا۔ مگر ۱۸۴۳ء میں اجیت سنگھ سندھیا نوالہ کے ہاتھوں سے مارا گیا۔ پھر ولیپ سنگھ راجہ اور ہیلا سنگھ ولد دھیان سنگھ اس کا دزیر مقرر ہوا۔ بہرا سنگھ کی وفات پر جوام سنگھ اور اس کی بہن رانی بنداں کے ہاتھ حکومت آئی۔ مگر خالصہ فوج بڑے زوروں پر تھی۔ اور سرکار برطانیہ کے ساتھ ۱۶ نومبر ۱۸۴۳ء کو جنگ کا اعلان کیا گیا۔ ستلج کو عبور کر کے کئی مقامات پر لڑائیاں ہوئیں اور آخر کار انگریزی فوج لاہور میں داخل ہو گئی اور ۲۴ ستمبر ۱۸۴۳ء میں ولیپ سنگھ کی صغریٰ کی وجہ سے کونسل آف ریجنسی قائم کی گئی۔ مگر خالصہ فوج نے پھر شورش کی اور آخر لاہور ۲۹ مارچ ۱۸۴۸ء کو ولیپ سنگھ باقاعدہ طور پر شیش محل میں تخت سے اتارا گیا۔ اور سرکار انگریزی نے عنان حکومت خود اپنے ہاتھ میں لی۔ اور اس طرح لاہور نے اپنی کھوئی ہوئی عظمت پھر اس عہد مہلت میں حاصل کی ۔

## گزشتہ اور موجودہ حالت

لاہور کی گزشتہ رونق کا زمانہ عہد ہمایوں سے شروع ہوتا ہے آبادی اس سے پہلے بھی یہ شہر کئی مرتبہ بسا اور رُجر گیا۔ مگر جو رونق اور شان اسے شاہان مغلیہ کے زمانہ میں حاصل ہوئی ہے۔ اس سے

۱۔  
نئے ہوائی  
۲۔  
بنی۔  
۳۔  
لاہور  
۴۔  
بشان  
۵۔  
پھر  
۶۔  
۷۔  
۸۔  
۹۔  
۱۰۔  
۱۱۔  
۱۲۔  
۱۳۔  
۱۴۔  
۱۵۔  
۱۶۔  
۱۷۔  
۱۸۔  
۱۹۔  
۲۰۔  
۲۱۔  
۲۲۔  
۲۳۔  
۲۴۔  
۲۵۔  
۲۶۔  
۲۷۔  
۲۸۔  
۲۹۔  
۳۰۔  
۳۱۔  
۳۲۔  
۳۳۔  
۳۴۔  
۳۵۔  
۳۶۔  
۳۷۔  
۳۸۔  
۳۹۔  
۴۰۔  
۴۱۔  
۴۲۔  
۴۳۔  
۴۴۔  
۴۵۔  
۴۶۔  
۴۷۔  
۴۸۔  
۴۹۔  
۵۰۔  
۵۱۔  
۵۲۔  
۵۳۔  
۵۴۔  
۵۵۔  
۵۶۔  
۵۷۔  
۵۸۔  
۵۹۔  
۶۰۔  
۶۱۔  
۶۲۔  
۶۳۔  
۶۴۔  
۶۵۔  
۶۶۔  
۶۷۔  
۶۸۔  
۶۹۔  
۷۰۔  
۷۱۔  
۷۲۔  
۷۳۔  
۷۴۔  
۷۵۔  
۷۶۔  
۷۷۔  
۷۸۔  
۷۹۔  
۸۰۔  
۸۱۔  
۸۲۔  
۸۳۔  
۸۴۔  
۸۵۔  
۸۶۔  
۸۷۔  
۸۸۔  
۸۹۔  
۹۰۔  
۹۱۔  
۹۲۔  
۹۳۔  
۹۴۔  
۹۵۔  
۹۶۔  
۹۷۔  
۹۸۔  
۹۹۔  
۱۰۰۔

پہلے کبھی جہل نہ ہوئی تھی۔ اس زمانہ میں شہر کے باہر آبادی  
 کی بنیاد پڑنی شروع ہوئی۔ اور قوڑے عرصہ میں پانچ پانچ۔  
 چھ چھ میل تک جنوب اور شرق میں محلہ ہی محلہ آباد ہو گئے۔  
 ان محلوں کی تعداد ۳۶ کے قریب ہے۔ مگر ان میں (۱) گرننگر خان  
 (۲) محلہ مزنگ (۳) محلہ موج دریا بخاری (۴) محلہ شاہ چراغ (۵)  
 محلہ دولاواری (۶) محلہ شاہ شرف (۷) محلہ لکھی (۸) محلہ دگا ہشتاہ  
 (۹) محلہ شاہ بدر (۱۰) محلہ خوجان (۱۱) محلہ جاٹ پورہ (۱۲) محلہ  
 میانی (۱۳) محلہ دائی لاڈو (۱۴) محلہ زمین خاں (۱۵) محلہ پیراں  
 (۱۶) محلہ دائی انگا (۱۷) محلہ سید سہر (۱۸) محلہ تیل پورہ (۱۹)  
 محلہ گنج (۲۰) محلہ قضا باں (۲۱) محلہ مغل پورہ (۲۲) چوک دارا وغیرہ  
 بڑے مالدار اور بارونق محلے تھے۔ ان میں بڑی بڑی علیشان  
 حویلیاں۔ لاکھوں کی لاگت کے مکان اور شاندار مسجدیں بنی ہوئی  
 تھیں +

مگر عالمگیری کے بعد لاہور کی رونق میں زوال شروع ہوا۔ اور  
 ہرنایہ کی طاقت الملوکی اسے صدمے پہنچانی رہی حتیٰ کہ جب سکھوں  
 کی لوٹ مار شروع ہوئی۔ تو گویا ان محلوں پر آفت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا  
 شکار نگروں نے بڑی بے رحمی سے انہیں لوٹا۔ بے چراغ کیا  
 اور علیشان حویلیوں کو آگ لگا لگا کر خاک سیہ بنا دیا +

جب ہمارا برجیت سنگھ کا زمانہ آیا تو صرف حصار شہر کے اندر آبادی موجود تھی اور باقی محلے محض دیران کھنڈ پر پڑے ہوئے تھے۔ اُس زمانے میں ان کی اینٹیں کچی شروع ہوئیں اور چالیس سال تک کشمیری خشت فروشوں نے زمین کھود کھود کر اینٹیں نکالیں اور بیچیں۔ مگر ساتھ ہی شہر کے جنوب کی طرف کچھ باغ لگے اور بعض بعض مکان بھی بننے شروع ہوئے۔ آخر دولت برطانیہ کا زمانہ آیا اور آبادی نے ترقی شروع کی۔ اگرچہ شہر کے مشرق کی طرف ابھی پوری آبادی نہیں ہوئی ہے۔ اور مغلیہ زمانے کے چند محلوں کی زمین تاحال زراعت کے کام آ رہی ہے مگر شہر کے جنوب اور جنوب مشرق کی آبادی اپنی اُسی گزشتہ شان کو پہنچ گئی ہے۔ بڑی بڑی عالیشان عمارتیں۔ سرکاری دفاتر کالج اور صاحب لوگوں کی کوٹھیاں بن گئیں۔ سڑکیں نکلیں جن پر صفائی اور بجلی کی روشنی کا انتظام کیا گیا۔ اور اس سرزمین کو آباد کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔

**فصل** اکبر نے شہر کے گرد ایک مضبوط اور بلند دیوار قائم کی تھی۔ برجیت سنگھ نے اُس کے گرد ایک بچتہ اور عمیق خندق کھدوائی۔ اور ہر ایک دروازے کے سامنے اُس پر پل بنا کر پل کے پاس ایک ایک اور بچتہ دروازہ بنوایا۔ اور اس طرح شہر

کو نہایت مستحکم اور مضبوط کیا۔ مگر ۱۸۹۲ء میں میونسپل کمیٹی نے  
فصل کو گرا دیا۔ اور خندق کو پُر کر کے اُس پر باغ لگوا دئے۔  
جس سے شہر کی ہوا صاف اور رونق دو بالا ہو گئی۔

**دروازے** اس فصیل میں تیرہ دروازے تھے جن میں سے  
شاہِ عالمی۔ ٹوہڑی۔ روشنائی اور ٹوہڑی دروازے قدیم طرز میں ایک  
موجود ہیں۔ دہلی۔ بھائی۔ سستی۔ کشمیری اور خضر پور ریشتر اور دروازہ  
جدید طرز کے حال میں بنوائے گئے ہیں۔ کٹی۔ اکبری۔ موچی اور  
فکشتالی دروازے فصیل کے ساتھ بالکل گرا دئے گئے۔ اکبری دروازہ  
کے آگے ایچسن گنج کا دروازہ شہر کے دروازہ کا کام دے رہا ہے  
اور دہلی دروازہ کے اوپر دونوں طرف کئی کئی وسیع کمرے بنائے گئے ہیں  
جن میں ایک طرف پولیس رہتی ہے اور دوسری طرف شہر کے  
آنرییری مجسٹریٹ اجلاس کرتے ہیں۔

**بازار** اگرچہ عہدِ مغلیہ میں یہاں بڑے بڑے بارونق بازار تھے  
جن میں سے بازارِ دنگشا اور ترپولیمہ خاص شہرت رکھتے تھے  
مگر اب نہ وہ موجود ہیں اور نہ ان کا نشان۔ ایک اور شاندار  
بازار روشنائی دروازہ سے ہیرا مندلی تک تھا۔ مگر وہ بھی قانونین  
قلعہ کی پابندی میں گر کر نابود ہو چکا ہے۔ آج کل شہر کے اندر  
چوکِ دیرخاں۔ کشمیری بازار۔ ڈبلی بازار۔ بڑا دھڑ۔ کشمیر پٹہ۔



رجٹ محل۔ مجھے ہٹے۔ کٹاری منڈی۔ گھٹی اور چھتہ بازار آباد اور  
بارونق خیال کئے جاتے ہیں۔ ان میں مختلف قسم کی چیزیں  
فروخت ہوتی ہیں۔ روزانہ ضروریات کا سامان ہر وقت ہتیار رہتا  
ہے۔ ان کے علاوہ دروازہ کے باہر لٹا بازار بھی جو میاں  
سلطان کا بنوایا ہوا ہے آباد اندروں میں گنا جاتا ہے۔ مگر سب سے  
زیادہ بارونق اور شاندار بازار انارکلی ہے۔ یہ لوہاری دروازہ سے  
مارکیٹ تک اور وہاں سے شملہ تک ایک بڑی شان سے چلا گیا  
ہے۔ اس میں بڑے بڑے مکان۔ تجارتی کمپنیوں کے دفتر۔ اینجینئر  
بنک اور انگریزی فیشن کی خوبصورت اور خوشنما دکانیں بنی ہوئی  
ہیں۔ اور تمام شہر میں یہی بازار سب سے زیادہ وسیع۔ فراخ اور  
خوبصورت ہے +

**صفائی** اس شہر کی آبادی بڑی گنجان اور گلی کو چے نہایت تنگ  
ہیں۔ اور اس پر بھی مکانات تین تین چار چار منزل تک بلند  
اٹھائے جاتے ہیں۔ بعض بعض کو چے تو ایسے ہیں کہ وہاں دن  
بھر میں ہ منٹ کے لئے بھی دھوپ نہیں آتی یہی وجہ ہے  
کہ اکثر صفائی کی شکایت رہتی ہے +

سیکھوں کے زمانہ میں یہ شہر نہایت گندہ تھا۔ کوچوں۔  
محلوں اور بازاروں میں کوڑے اور میلے کے انبار پڑے رہتے

ٹی نے  
دئے۔

ہے  
ب ایک  
ال درواز

بی اور  
ری درواز

رہا ہے  
کے ہیں  
ر کے

تھے

تھے

اندار

انین

اندر

ہے۔

تھے۔ سینکڑوں مردار جانوروں کی لاشیں گلتی اور سڑتی رہتی تھیں۔ نالیاں بیچ میں بنی ہوئی تھیں جن سے ہر ذرت بازاروں میں کچر پڑتا تھا۔ نہ بد روئیں تھیں اور نہ کوئی محکمہ صفائی۔ کبھی بارانِ رحمت آکر اس غلاطیت کو بہا لے جائے تو خیر ورنہ شہر والے تھے اور گندگی اور اس کا تعفن۔ بازاروں میں اکثر امرا کے ہاتھی اور گھوڑے گزرا کرتے تھے اور ان کے پیروں سے چھٹیں اڑاڑ کر بگیروں اور دوکانداروں کے کپڑے خوب رنگے جاتے تھے۔ مگر عہدِ برطانیہ میں میونسپل کمیٹی بنی۔ اس نے شہر سے باہر سڑکیں بنوائیں۔ بازاروں میں کنکر کھڑائے۔ گلی کوچوں میں ٹشپیں بچھوائیں۔ محکمہ صفائی مقرر کیا۔ اور صفائی کا وہ انتظام کیا کہ دیکھ کر دل خوش ہوتا ہے۔ صفائی کے علاوہ شہر میں گیس کی اور سڑکوں پر بجلی کی روشنی لگوائی۔ دفاتروں اور کچھروں میں بجلی کے چلکے پہنچائے۔ اور شہر میں پانی کے نل لگو کر گویا امرت کی نہریں بہا دیں۔ محکمہ تار نے ٹیلیفون کا جال بچھایا اور تمام شہر کو اس سرے سے اس سرے تک ایک سلسلہ میں جکڑ دیا۔

## باشندے

اس شہر میں دو بڑی قومیں آباد ہیں مسلمان اور ہندو جن میں کچھ بھی

شامل ہیں کچھ عیسائی بھی ہیں مگر بہت تھوڑے۔ ان کے علاوہ سولہ  
 ٹیشن میں بہت سے پورچین اصحاب بھی رہتے ہیں جن میں  
 سے بڑی تعداد حکام کی ہے۔ اور بعض تجارت وغیرہ کرنے  
 ہیں۔ اصلی باشندوں کے ماسوا ایک بڑی تعداد ان پریسبیٹیرین  
 کی ہے جو دفاتر میں ملازم ہیں۔ کچھ عرصہ سے ایوب خاں اور  
 اُن کے ہمراہیوں نے آکر شہر کی آبادی میں خاص اضافہ  
 کر دیا ہے ۛ

۱۹۴۷ء کے اخیر میں شہر اور بیرونی حصوں کو ملا کر لاہور  
 کی اصلی آبادی ۱۶۱۲۰۰ تھی ۛ

## تعلیم

لاہور میں تعلیم کا بڑا چرچا ہے۔ اور والدین اپنے بچوں کو  
 تعلیم سے محروم رکھنا پسند نہیں کرتے۔ سرکار کی طرف  
 سے بہت سے مدرسے اور کالج لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم  
 کے لئے مہیا کئے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ ہر ایک قوم اور  
 فرقہ نے بھی اپنی اپنی کوشش سے اپنے قومی مدارس اور کالج  
 الگ بنائے ہوئے ہیں جن میں اپنے بچوں کو مروجہ تعلیم کے  
 علاوہ مذہبی تعلیم بھی دیتے اور اُن کی تربیت میں پوری کوشش

مہنتی  
 زاروں  
 بھی  
 الے  
 کے  
 میں  
 بناتے  
 پائے  
 میں  
 یا کہ  
 کی  
 علی  
 رت  
 نام  
 بیاب

صہی

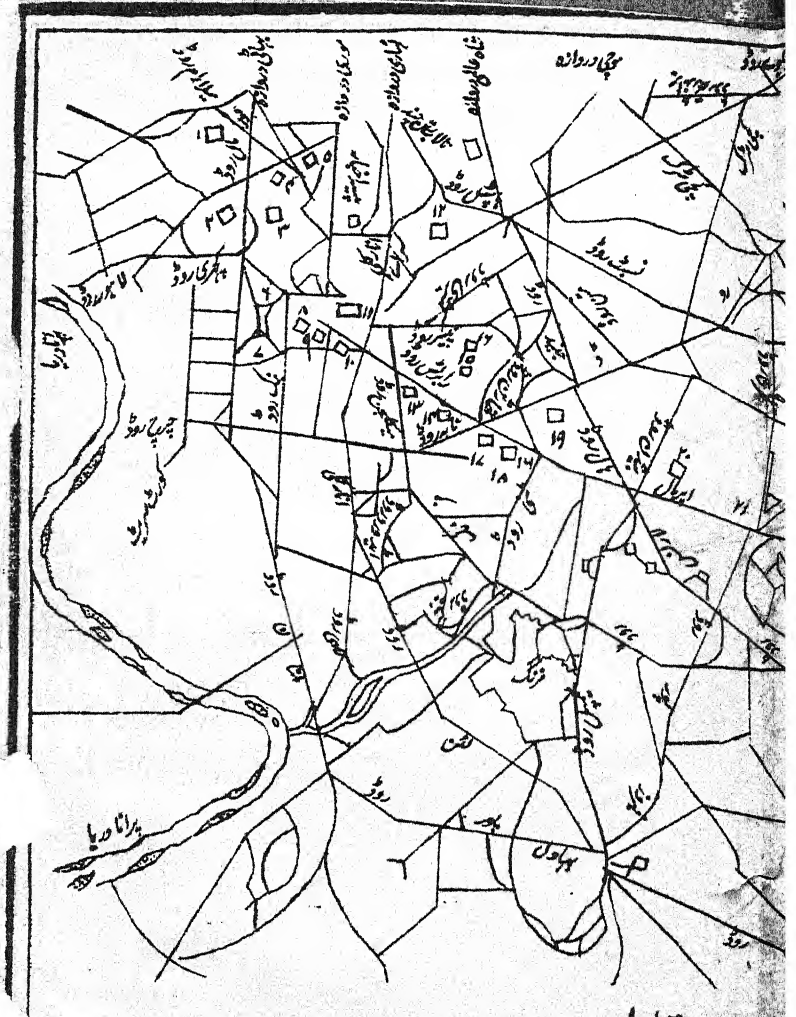
کرتے ہیں ۛ

اگر غور سے دیکھا جائے تو جس قدر مدرسے اور کالج مختلف علوم و فنون کی تعلیم کے لئے لاہور میں موجود ہیں۔ شاید ہی ہندوستان کے کسی شہر میں اس کثرت سے پائے جائیں۔ اس لئے اگر تعلیمی پہلو سے لاہور کو ایک بے نظیر شہر کہا جائے تو بالکل بجا اور مناسب ہے ۛ

## علمی اور قومی مشاغل

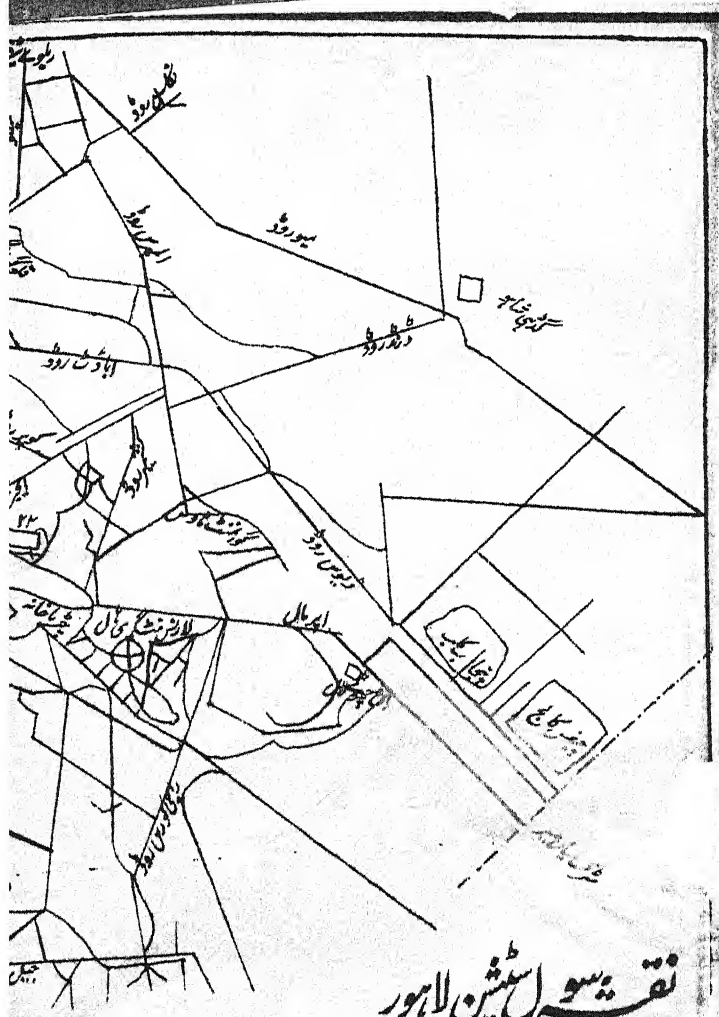
ہر ایک قوم اور فرقہ نے اپنے اپنے مذاق کے مطابق بہت سے علمی مشغلے اور دلچسپیاں پیدا کر رکھی ہیں۔ کلب ہیں سوسائٹیاں ہیں۔ انجمنیں ہیں اور ریڈنگ روم ہیں۔ شاید ہی لاہور میں کوئی ہفتہ خالی جاتا ہوگا جس میں دو تین علمی جلسے اور لکچر وغیرہ نہ ہوتے ہوں ۛ

علمی مشاغل کے علاوہ ہر ایک فرقہ نے اپنے اپنے مذہب اور قوم کی بہبودی کے لئے انجمنیں۔ سماجیں اور جماعتیں قائم کر رکھی ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی مجلسیں شاندار قومی خدمات سر انجام دے رہی ہیں۔ ہندو مسلمانوں کی طرف سے کئی یتیم خانے ہیں۔ جن میں لاوارث اور یتیم بچے پرورش پاتے اور تعلیم حاصل کرتے ہیں ۛ



## مقامات

- |              |              |                     |              |
|--------------|--------------|---------------------|--------------|
| ۲۰۔ سولہ شاہ | ۱۶۔ شہن کالج | ۱۲۔ شہن کالج و سوات | ۱۰۔ شہن کالج |
| ۲۱۔ شہن کالج | ۱۷۔ شہن کالج | ۱۳۔ شہن کالج        | ۱۱۔ شہن کالج |
| ۲۲۔ شہن کالج | ۱۸۔ شہن کالج | ۱۴۔ شہن کالج        | ۱۲۔ شہن کالج |
| ۲۳۔ شہن کالج | ۱۹۔ شہن کالج | ۱۵۔ شہن کالج        | ۱۱۔ شہن کالج |



## نقشہ سولہ شاہ لاہور

۲۲ = ۱ ایچ

- |             |             |
|-------------|-------------|
| ۱۔ شہن کالج | ۴۔ شہن کالج |
| ۲۔ شہن کالج | ۵۔ شہن کالج |
| ۳۔ شہن کالج | ۶۔ شہن کالج |
| ۴۔ شہن کالج | ۷۔ شہن کالج |
| ۵۔ شہن کالج | ۸۔ شہن کالج |
| ۶۔ شہن کالج | ۹۔ شہن کالج |

Ledger No.

## تجارت اور صنعت و حرفت

اگرچہ لاہور کوئی تجارتی شہر نہیں۔ پھر بھی لاکھوں روپے کا مال باہر سے یہاں بکنے کو آتا اور ہزاروں کا یہاں سے باہر جاتا ہے۔ درآمد میں زیادہ تعداد انگریزی سامان اور کپڑے کی ہوتی ہے۔ تھوڑے عرصہ سے کچھ کچھ سودیشی کا چرچا بھی ہو گیا ہے۔ لیکن اس کی طرف عام میلان کم ہے۔ لاہور سے باہر جانے والی چیزوں میں لوٹیاں، چادریں، سوسیاں، چوڑیے، گلابدن، گنگیاں، ہاتھی دانت، چندن اور چکرپی کے کنگھے، کنگھیاں، ریشمی کمر بند، مٹلے، پنجابی جوتیاں اور بیدیشک کی ٹانگ یا ڈھتی ہٹے حرفت کے لحاظ سے لاہور میں ٹپے اور پشیدہ کا کام اچھا ہوتا ہے۔ دریائی، گلابدن، سوسی اور چوڑیا بھی قابلِ تعریف بنایا جاتا ہے۔ تانبے اور پیتل کے برتن بھی اچھے ہوتے ہیں۔ گوٹا ٹھپا بھی بنتا ہے اور اور بھی چھوٹا موٹا کام ضرورتِ ملک کے مطابق تیار ہوتا رہتا ہے +

اس مختصر تمیید کے بعد اب ہم لاہور کی مختلف عمارات اور قابلِ دید مقامات کا ذکر کرتے اور آپ کو ان کی سیر کراتے ہیں +



# قدیم عمارات

## مسجد وزیر خاں

جائے وقوع۔ چوک وزیر خاں

یہ مغلیہ طرز کی مسجد حسن عمارت کا بہترین نمونہ اور شہر لاہور کا زیور ہے۔ اسے ۱۰۳۶ھ میں شیخ علم الدین انصاری الطائفی وزیر خاں نے تعمیر کرایا۔ شیخ مصوف شاہی حکیم اور شہزادہ محترم (شاہجہاں) کے منظور نظر تھے۔ جنہیں خرم نے تخت پر بیٹھتے ہی صوبہ لاہور کا وائس مقرر کر دیا تھا۔

دہلی دروازہ سے داخل ہوں اور چوک وزیر خاں میں پہنچیں تو سامنے ہی مسجد کی بیرونی دیوار رفت آئنا نظر آتی ہے۔ جس کے عین وسط میں ایک رفیع الشان دروازہ ہے۔ اوپر چڑھنے کو سیڑھیاں بنی ہیں۔ سیڑھیاں چڑھ کر گویا آپ مسجد کی ڈیوڑھی میں پہنچے۔ ڈیوڑھی بلند سطح پر ڈاٹ دار چھت کے نیچے واقع ہے اور تین طرف سے لوگ اس میں آسکتے ہیں۔ چوتھی طرف بھی ایک دروازہ مسجد کے اونچے پلیٹ فارم پر کھلتا ہے۔ اور

مسجد کی خوبصورت پیشانی اور وسیع صحن کی بہار دکھاتا ہے مسجد کی بیرونی دیوار اور ڈیوڑھی کے آئنا اگرچہ اب کچھ دھندلے ہو گئے ہیں۔ مگر نقش و نگار صاف کئے دیتے ہیں کہ یہ سجدہ گاہ فخت پناہ زیو صنعت سے مجلا اور بہترین نقوش سے مزین بنائی گئی ہے۔ صحن میں داخل ہو کر چاروں طرف نظر دوڑائے اور خوشنما بیل بوٹوں کی بہار ملاحظہ فرمائے۔ سب اسی آب و تاب سے چمکتے ہیں۔ گویا ابھی ابھی کاریگر کا ہاتھ اُن پر سے اٹھا ہے۔ صحن میں ایک آب مصفا سے لبالب حوض و صنو کے واسطے موجود ہے اور سامنے پانچ رفیع الشان مغلیہ محرابوں والے در ہیں جن کے اندر گنبد دار چھت کے نیچے نماز گزاری جاتی ہے۔ صحن کے چاروں کونوں پر چار بلند مینار چینی کا خوبصورت جامہ پہنے یوں موجود کھڑے ہیں جس طرح ہاتھ باندھے سیاہی پرہ دے رہے ہیں۔ اس مسجد کا انتظام بموجب وصیت نامہ وزیر خاں متولیوں کے ہاتھ میں ہے۔ موجودہ متولی ڈاکٹر مرزا انور علی بیگ ہیں جو شیخ علم الدین موصوف کی اولاد سے کئے جاتے ہیں۔ صحن مسجد کی بائیں جانب ایک تہ خانہ ہے۔ جہاں لکڑی کی محراب دار چھت کے نیچے سید محمد اسحاق میران بادشاہ کا غموش۔ پُر امن اور بارعب مزار ہے۔ جو شہید بحری میں تیار ہوا تھا۔

بہار  
الطیبات  
حرم  
صوبہ

بیں تو  
ہے  
نے کو  
ھی  
اتق  
حن  
اور

## شہری مسجد

جہانے وقوع۔ ڈبی بازار

یہ سونے کی چوٹی والی طلائی زیور سے آراستہ مسجد کشمیری بازار  
کے انجام پر بنی ہوئی ہے۔ سامنے چڑھنے کی خوبصورت سیڑھیاں  
ہیں جنہیں ۱۸۷۷ء میں کرنل لنسٹ صاحب نے اس مکان  
کو گرا کر تعمیر کرایا ہے جو قریباً ڈیڑھ صدی سے دروازہ مسجد کا  
صاحب چلا آتا تھا۔

اس مسجد کو نواب سید بھکاری خاں نے ۱۸۵۳ء میں  
تعمیر کرایا۔ یہ ایک چھوٹی سی گٹھی ہوئی خوبصورت عمارت ہے  
اور اگرچہ اس کی تعمیر میں کوئی واقعی خصوصیت نہیں لیکن اس  
کے مین شہری گنبد کیسے چھوٹی برجیاں اور دو بلند مینارجن  
پر طلائی ٹوپیاں رکھی ہیں۔ دوپہر یا سپہر کو جبکہ سورج کی سرخ  
اور ڈھلتی کرنیں اُن پر پڑ رہی ہوں۔ ایک عجیب بہاؤ دکھاتے ہیں\*  
سیکھوں کے دور حکومت میں اکالوں نے اس مسجد پر  
قبضہ کیا۔ فرش کو گوبر سے لپیلا اور گرنفقہ صاحب رکھ کر اس کا  
پاٹھ شروع کر دیا۔ لیکن فقیر عزیز الدین اور فقیر نور الدین کی کوشش سے

گلوہشتی مقرب ہمارا جو بخت سنگھ کی سفارش پر پھر میرے مسلمانوں کو ان شرطوں پر بحال کی گئی کہ اذان بلند آواز سے نہ دی جائے اور دکانوں کا کرایہ دربار امرتسر کی نذر ہو۔ حکومت برطانیہ نے کرنیل فسنڈٹ صاحب کی سفارش پر دکانیں بھی مسجد کے لئے واگزار کر دیں ہیں۔ اور اب اس مسجد کا اہتمام انجمن اسلامیہ پنجاب کے ہاتھوں میں ہے جو اس کی رونق و آبادی میں ہر طرح کوشاں ہے۔

۴۔ اپریل ۱۹۵۰ء کے زلزلہ سے اس کے میناروں کی دونوں سنہری برجیاں گر پڑی تھیں مگر انجمن نے ان کی فوراً تعمیر کر اگر پہلے سے زیادہ مضبوط بنوا دیا۔

## حضورِ باغ اور بارہ درمی

جائے وقوع۔ روشنائی دروازہ

شاہی مسجد اور قلعہ کے مابین وہ جگہ ہے جسے شہنشاہ اورنگ زیب نے بطور سرے زاغرین اور طبا کے لئے بنوایا تھا اس کے وسیع صحن میں ہمارا جو بخت سنگھ کا بنوایا ہوا باغ ہے جسے حضوری باغ کہتے ہیں۔ اللہ اللہ اس سرزمینِ ایسے ایسے

عالیشان جلوس اور عظمت و جبروت کے نظارے دیکھتے ہیں۔  
 کہ جنہیں دیکھ کر نہیں جیسا سیاح جہاں بھی پکار اٹھا کہ "واقعی  
 عظمت اور شاہی جلال اس کو کہتے ہیں" +

جنوبی دروازہ کے ساتھ جو دو منترہ عمارت اب طلباے  
 اور نیل کالج کا سکن ہے۔ اس میں شاہی مسجد کے طلباء آتے  
 تھے۔ ہمارا جگہ گلاب خانہ اسی عمارت میں زیر اہتمام فقیر نور الدین حکیم  
 شاہی قائم کیا گیا تھا۔ جس میں عرق بید مشک و گلاب کی کشید  
 ہوتی تھی۔ اور سچے محدثات کے بچوں تیار کئے جاتے تھے +

وہ سنگ مرمر کی دو دھیا بارہ دری جو وسط باغ میں عین  
 اس طرح واقع ہے جیسے انگشتری میں نگینہ شاہی میں ہمارا  
 نے بڑے شوق سے بنوائی تھی۔ اور اس کی تعمیر کے لئے مقبرہ  
 زبید بیگم و مقبرہ شاہ شرف اور ان کے علاوہ کئی اور مسلمان  
 مقبروں کو منہدم کر کے پتھر حاصل کیا گیا تھا +

یہ بارہ دری ۴۵ فٹ لمبی اور ۴ فٹ ۶ انچ چوڑی ہے۔  
 اس کی دو منتریں ہیں۔ نیچے ایک ترخانہ ہے۔ اس کی چھت

لہ زبید بیگم کا خستہ حال مقبرہ نوں کوٹ میں موجود ہے مگر شاہ شرف  
 کا مقبرہ عین اس جگہ تھا جہاں اب بھاٹی دروازہ کے سامنے بھیڑ  
 کبڑوں کی منڈی لگتی ہے۔ یہ مقبرہ بالکل توڑ دیا گیا تھا +

نورانیہ روت میں ناکار کٹاری کی بنا جس میں شیشے جڑے ہوئے ہیں  
 اس میں چھاروں بیٹے لگے ہوئے ہیں اور ہر ایک ایک کمرے اور اپنے  
 سرورقوں کے ساتھ اس عمارت کی طرف منسوب ہوئے ہیں۔

## شاہی مسجد

جائے وقوع - روشنائی دروازہ کے محلی قلعہ کے مغرب کی طرف  
 پرفضا حضور ی بلخ اور دکنشا بارہ درہی کی غریب جانب  
 شاہی مسجد کی سربلک ڈیوڑھی ہے جس تک پہنچنے کے لئے  
 ۲۲ میٹرھیاں چڑھنی پڑتی ہیں۔  
 یہ مسجد جو مسجد الولید مکہ کے غوثہ پر بنائی گئی ہے -  
 شہنشاہ غازی ابو المنظر محی الدین محمد عالمگیر اورنگزیب  
 نے بنوائی اور فدائی خان کو مکہ کے زیراہتمام شہداء میں تیار ہوئی  
 ڈیوڑھی سے آگے بڑھیں تو مسجد کا وسیع اور فراخ صحن آتا  
 ہے جو شمالاً جنوباً ۵۳ فٹ طویل اور شرقاً غرباً ۵۲ فٹ عریض  
 ہے۔ اس کے عین وسط میں اونچا حوض ہے اور جانب مغرب  
 ایک اونچو ترہ ہے جس کی چھت تین عظیم الشان سنگ مرمر کے  
 گنبدوں سے بنی ہے جن پر سنہری کلس لگے ہیں۔ ان گنبدوں  
 کے نیچے بڑا ہال ہے اور کئی بڑے دروازے جانب شرق اس کی

نورانیہ

رہتے

مکیم

شیر

+

ن

راجہ

نمبر

ان

۱۔

تا

۱۰

بیٹر



کھلتے ہیں۔ ان کے گمے ایک اور ٹال ہے جس کا درمیانی خط برابر  
 دروازہ نہایت بلند اور فریج الشان ہے۔ یہ مکان فنی شان  
 جس کا چپہ چپہ اہل اسلام کے ناصیہ سائی کے لئے وقف ہے۔  
 ایسا عالی شان اور با عجب ہے کہ سیاح جہاں بین اور وہقان  
 سادہ لوح دونوں اس کے درو دیوار کو ٹٹکی لگائے کھڑے دیکھا کرتے  
 ہیں۔ وہ گڑا ندیل اور بڑے بڑے محراب۔ وہ سادے سیخید مگر  
 شاندار گل بوٹے۔ وہ نور کے سانچے میں ڈھلا ہوا ممبر جس پر  
 اللہ اکبر کی صد گونجتی ہے۔ واقعی ایک ایسا نظر فریب اور کوش  
 منظر ہے جس کی کیفیت قابل ملاحظہ ہے۔ نالائق بیاں :-  
 صحن کے چاروں کونوں پر چار سنگ سرخ سے بنے ہوئے  
 بلند مینار اسادہ ہیں۔ یہ چار سادہ اور صاف بلندیاں اپنی بخیدگی  
 اور بے ہمتا اونچائی کی وجہ سے ممتاز ہیں۔ اوریلوں دور سے نظر  
 پڑتی ہیں۔ ان کی اونچائی ۱۴۳ فٹ ۶ انچ اور حلقہ ۶ فٹ کا ہے  
 ان کے اوپر ایک اور گنبد دار منزل تھی مگر سنگ مرمر کے مہیب زلزلہ  
 نے اسے صد مہ پتھرایا اور اس کو اتر وانا پڑا۔ ۱۴۱۷ء میں راجہ  
 شیر سنگھ نے قلعہ میں دو گروں پر انہیں میناروں سے آگ برسائی  
 تھی اور جب ہیر سنگھ نے سندھیانوالوں کا محاصرہ کیا تو اپنی چھوٹی  
 توپیں انہیں میناروں پر چڑھائی تھیں :-

ہمارا جبریت سنگھ کے عہد میں یہ مسجد میگڑ بن اور فوجی سٹور  
 کے لئے مستعمل ہوتی تھی۔ گورنمنٹ برطانیہ نے ۱۸۵۷ء میں  
 اسے مسلمانوں کے لئے واکرا کر دیا۔ اور انجمن اسلامینہ ایک لاکھ  
 سے زیادہ روپے لگا کر اس کی نہایت قابل تعریف مرمت کرائی۔  
 اور اب اس مسجد کا انتظام و اہتمام بھی اسی انجمن کے ہاتھ میں ہے  
 کہتے ہیں کہ اس مسجد کی تعمیر میں وہ مصالح صرف ہوئے  
 جو داراشکوہ نے حضرت میا غیریہ کا روضہ بنانے کے لئے  
 میا کیا تھا۔ ابھی وہ اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہونے پایا تھا۔  
 کہ سلطنت پر عالمگیر متصرف ہو گیا اور اس منشع بادشاہ نے  
 اُس مصالح سے اس مسجد کی بنا ڈالی ہے۔

### تبرکات عالیات

مسجد کی ڈیوڑھی کے بالاخانہ پر تبرکات و زیارات رکھی ہیں  
 یہ زیارات امیر تیمور کو ۸۵۶ھ میں مشق سے دستیاب ہوئیں اور  
 بابر انہیں ہندوستان لایا۔ محمد شاہ کی وفات کے بعد گردشِ زیار  
 سے کہیں کی کہیں پہنچتی رہیں۔ اور ایک دفعہ شاہ محمد اور پیر محمد  
 ساکنانِ جموں نے اسی ہزار روپے میں لیکر انہیں اُس تقسیم  
 کر لیا۔ پیر محمد نے اپنے حصہ کی زیارات رسول نگر میں رکھیں اور  
 سنہ ۱۱۸۶ھ میں فتح رسول نگر کے بعد سردار اناسنگھ والد ہمارا جہ

برخیت سنگھ کے قبضہ میں آئیں ۱۲۱۷ھ میں شاہ زمان کے آنے پر مہاراجہ نے یہ تبرکات بی بی مہتاب کور کے پاس قلعہ کیرپال میں بھیج دیے۔ وہاں ایک دن قلعہ میں اس قدر آگ لگی کہ ہر خشک و تر جل گیا۔ جب آگ کے شعلہ میگنرین کے پاس پہنچے جس کے بالا خانہ پر یہ تبرکات رکھے تھے تو آگ خود بخود بجھ گئی اور ہندو مسلمان ان کی عظمت و بزرگی کے قائل ہو گئے۔ مسماۃ سدا کنور کے مرنے پر یہ زیارات مہاراجہ شیر سنگھ کے قبضہ میں آئیں۔ اور یکم اسوج سنہ ۱۹۰۰ بکرمی تک اس کے پاس رہیں اس کے بعد کچھ دن، میرا سنگھ ان پر قابض رہا۔ میرا سنگھ کے مرنے پر پھر سرکار سکھ کے قبضہ میں آئیں اور آخر کار پنجاب کے حکومت برطانیہ کے پاس منتقل ہوئیں اور اس نے کمال مہربانی سے مسلمانوں کو رحمت کیں۔

جوزیارات شاہ محمد کے حصہ میں آئیں تھیں وہ اس کے گھرانہ میں رہیں اور بالآخر فقیر سید نور الدین نے انہیں خریدا اور اب یہ تمام اس بالا خانہ میں موجود ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:-  
 ۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دستار۔ کٹاہ۔ سبز جوڑ۔ سفید پاجامہ۔ نشان قدم۔ لٹائن۔ علم سفید۔  
 ۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی سورہ الحمد۔ کٹاہ۔

۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸

نہا  
تو  
پرا  
در  
رف

led

دستار - تعویذ بہ

- ۳۔ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کاٹھے ہوئے رسول اور جاناں
- ۴۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہاتھ کی لکھی ہوئی سورہ یسین -
- صندلی رنگ کی دستار - کلاہ - علم اور رومال جس پر خون کے داغ ہیں
- ۵۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی چادر اور جائے نماز ۔
- ۶۔ کربلائے معلیٰ کی سرخ مٹی ۔
- ۷۔ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا دانت ۔
- ۸۔ آنحضرت صلعم - حسنین علیہم السلام اور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات کے غلاف وغیرہ ۔

## قلعہ

جائے وقوع - شہر سے شمال کی طرف - روشنائی دروازہ کے بلحق  
 قلعہ لاہور شہر کے شمال مغربی گوشہ میں واقع ہے - اس کی دیوار  
 نہایت مضبوط اور بلند ہے جس میں جابجا بند و قول اور چھوٹی  
 توپوں کے لئے سوراخ رکھے گئے ہیں - اس قلعہ کو اکبر نے  
 پرانے قلعہ کے کھنڈرات پر بنوایا تھا - قلعہ کا اصلی دروازہ اکبری  
 دروازہ ہے جو شاہی مسجد کے عین مقابل واقع ہوا ہے - اس کی  
 رفعت اور مضبوطی قابل دید ہے ۱۸۴۱ء میں ہمارا جیشیرنگھنے

اسی دروازہ کو بارہ توپوں کا نشانہ بنایا تھا۔ جن کے گولوں کے نشان اب تک موجود ہیں ۔

داخلہ کا موجودہ دروازہ مغرب کی طرف ہے جس پر ہر وقت گوروں کا پہرہ رہتا ہے اور بغیر صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس حاصل کئے عام زائرین کو اندر جانے کی اجازت نہیں۔ اس دروازہ سے محل کے دروازہ تک جو قریباً ۵ گز کے فاصلہ پر ہے۔ دو نو طرف دیواروں پر نہایت عجیب اور خوشنما چینی کی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ جن میں طرح طرح کے جلوس کشتیاں اور جانوروں کی لڑائیاں وغیرہ دکھائی گئی ہیں۔ جہاں گھر کے انتقال سے ایک سال پیشتر ۱۹۲۶ء میں مسٹر ٹامس ہارپٹ یہاں آیا تھا۔ اُس نے ان تصویروں کے حالات لکھے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں گھر نے یہ تصویریں بنوائی تھیں نشان صلیب اور حضرت عریضہ کی تصویر بھی موجود ہے۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ جہاں گھر مذہب عیسوی کو کس قدر عزت کی نظر سے دیکھتا تھا ۔

قلعہ اور محلات مشرق سے مغرب تک ۵۰۰ فٹ زمین پر پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کی بنا اور تکمیل میں چار شہنشاہوں نے حصہ لیا ہے۔ مشرقی انجام کی طرف اکبر کے محل کی بنیادیں





جس سے اس کی قدامت کا پتہ چلتا ہے۔ لاہور کو راجہ لوہہ ہی  
کا بسا یا ہوا خیال کیا جاتا ہے۔ لوہ کے مندر کے شمال میں شاہی  
حرم کے محل تھے۔ جن کے صرف تہ خلع باقی ہیں اور وہ اب  
بطور گودام شراب استعمال ہوتے ہیں۔

**دیوان عام** آج کل قلعہ بابر کوں کا ایک چوک سا نظر آتا ہے۔ جس میں  
گورہ فوجوں۔ توپخانہ۔ میگزینوں اور سٹور کے لئے گنجائش کا اگلی  
ہے۔ درمیان کی بارک پہلے شاہجہاں کی تخت گاہ تھی۔ اور یہ  
دیوان عام کئی ستونوں پر کھڑا ہوا ایک وسیع ہال تھا۔ جب تیار ہوا  
تو پنجابیوں سے پوچھ کر کچھ گھڑی میں شہنشاہ اس میں داخل ہوئے تھے۔  
**دیوان خاص** یہ وسیع کمرے جو شہنشاہ کی پرائیویٹ ملاقات کے لئے

بنے تھے۔ اب بطور سپاہیوں کی جائے رہائش کے استعمال ہوتے  
ہیں۔ دیوان عام میں جس وقت شہنشاہ تشریف فرما ہوتے۔ نقارخانہ  
میں نوبت بختی اور فوج اپنی زرق برق درویاں پہنے شہنشاہ کے  
سامنے سے گزرتی اور بقول بونیر کوئی ایک گھنٹہ تک یہ جلسہ  
رہتا۔ پھر شہنشاہ مشاغل ملکی میں مصروف ہو جاتے۔ شہزادے۔  
سفیر۔ اُمراء و وزراء۔ بڑے بڑے خان۔ نواب۔ راجے اور مسالطے  
مجرے کے لئے حاضر ہوتے اور ہر جنگہ پر آداب و کورنش بجا لاتے  
ہوئے۔ نقیبوں کی صدائیں کی گونج میں اپنے اپنے موقع پر جا بھرتے

نہ وار وول کی آنکھیں اس عظمت و جلال کو دیکھ کر جھپک جاتی تھیں۔  
**خوابگاہیں** جہانگیر کی بڑی خواب گاہ اور شاہجہاں کی خوابگاہیں  
 بھی قابل ملاحظہ ہیں جن کی سرکار انگریزی نے بہت کچھ مرمت  
 کرائی ہے۔ بادشاہ رات کو یہاں استراحت فرماتے تھے۔ باہر  
 اتنا تاری سپاہ کا پرہ ہوتا تھا۔ اور صبح کو جھنڈ کہ سے اُمرے دربار  
 کو درشن دیا کرتے تھے۔

موتی مسجد ان کمروں اور بارکوں کے مغرب کی طرف موتی مسجد ہے  
جہاں گہرے شاہی حرم کے لئے بنوائی تھی۔ یہ کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی  
مسجد کی بُرجیوں اور گنبدوں پر سے قیمتی پتھر اکھیڑ لئے ہیں مہاراجہ  
ریجیت سنگھ نے اس کا نام موتی مندر رکھا۔ اسے بطور خزانہ استعمال  
کیا تھا۔ سرکار انگریزی کے زمانہ میں بھی اس میں خزانہ ہی رکھا  
جاتا رہا۔ مگر اب کچھ عرصہ سے واگزار ہو گئی ہے اور مسلمان اس  
میں نماز ادا کرتے ہیں۔ اس کا صحن شمالاً جنوباً ۵۰ فٹ اور شرقاً غرباً  
۳۳ فٹ ہے۔

عسل خانے

شاہی حمام موتی مسجد اور تخت گاہ کے باہیں واقع اور  
اب بطور ہسپتال استعمال ہوتے ہیں۔ بادشاہ ان میں اپنے امرا  
کو بلا کر تھکات ملکی میں مشورہ بھی لیا کرتے تھے۔ لیکن یہاں صرف  
اعلا درجے کے امرا کو بار نصیب ہوتا تھا۔

**نولاکھ** دشمن بوج کو جاتے ہوئے ایک سنگ مرمر کی نہایت خوبصورت  
نشت گاہ نظر آتی ہے جس کی چھت کے کندوں پر نہایت خوشنما  
مرمر کی جالی بنی ہوئی ہے کہتے ہیں۔ اسے اورنگ زیب نے نولاکھ کے  
خرج سے بنایا تھا۔ اس کا قیمتی کام بہت کچھ خراب ہو چکا ہے۔  
اور گراں بہا پتھر نکال لئے گئے ہیں۔ مگر پھر بھی یہ نفیس عمارت  
اور اس کی پسندیدہ طرز و نقش و دلفریب ہے۔

**شیش محل** شیش محل کچھ شاہجہاں اور کچھ اورنگ زیب نے  
تیار کرایا ہے۔ اس میں تمام چمکار شیشے جڑے ہوئے ہیں۔ نیچے  
کا سفید صابھ ان کی زینت کو دو بالا کرتا ہے۔ اوپر کے کمرے  
نہایت مکلف نقش و نگار سے آراستہ ہیں۔ سنہری رُپہلی کام  
اور ان میں شیشے جڑے ہوئے کیا خوشنما معلوم دیتے ہیں۔ صحن  
میں ایک وسیع حوض ہے جس کے وسط میں فوارہ لگا ہے۔

**سلاح خانہ** شیش محل کے مقابل کے کمروں میں سے ایک کو لکھا  
اور دروازے لگا کر بند کیا گیا ہے۔ اس میں ہتھیار رکھے ہوئے  
ہیں۔ پہلے یہ سلاح خانہ سکھوں کا تھا۔ یہاں گرز، تلواریں،  
ڈھالیں، بندوبس، خود، چار آئینے اور پستول وغیرہ دیکھے  
جاسکتے ہیں۔ گروگو بندجی کا گرز، پٹھانوں کے چاقو، اکالوں کے  
چکر، سکھوں کی کپڑیں، ہندوؤں کے کٹار، ایرانیوں کے پیش قبض

وغیرہ سجائے گئے ہیں۔ ہمارا جو ریخت سنگھ کے سپاہیوں کی  
وردیاں۔ جھنڈے وغیرہ بھی ہیں۔ دو تلواریں ہیں جن کے  
ساتھ کو فنگری کے کمر بند ہیں اور اُن پر عربی عبارتیں کندہ ہیں

## مقبرہ جہانگیر

جائے وقوع۔ دریا راوی کے پار۔ شاہدہ کے نزدیک۔ لاہور سے میل شمال مغرب کی نظر

سجائے جہانگیر [داوی کے ریل والے پل سے آگے اتر کر کچھ تھوڑا ہی دُور  
آگے جائیں تو ایک عظیم الشان دروازہ نظر آتا ہے۔ یہی سرائے کا  
دروازہ ہے۔ دروازہ سے گزر کر ایک وسیع صحن میں پہنچتے ہیں جو  
قریباً چار سو قدم مربع ہے۔ اس کے چاروں طرف مسافروں کی  
رہائش کے لئے حجرے بنے ہوئے ہیں جو اب شکستہ حالت میں  
ہیں۔ شمال کی طرف سرائے کا دو سرا وسیع دروازہ پہلے دروازہ  
کے جواب میں واقع ہوا ہے۔ مغرب کی طرف ایک مسجد مع حوض و  
چوڑترہ کے بنائی گئی ہے اور مشرق کی طرف ایک اور شاہی دروازہ  
ہے جو مقبرہ جہانگیر اور باغ دلکش پر کھلتا ہے۔ اس دروازہ کی  
پارینہ عظمت اس کے رستے ہوئے نقش و نگار سے بھی ہموید ہے  
سنگِ سُرخ میں مرمر کا سفید باریک کام۔ خوبصورت گل بوٹے۔

دکھش نقش و نگار جن پر اگر چہ تیز رفتار بلق آیام کی گرو یا پر لٹکتی ہے  
 مگر اس دھندلی چادر غبار میں سے بھی اپنی جھلک دکھائی ہے ہیں \*  
 باغ دکشا اس دروازہ سے آگے بڑھیں تو باغ دکشا ہے۔  
 یہ ملکہ نور جھان شہنشاہ کی چیتی بیگم کا باغ تھا اور جہانگیر  
 اپنی وصیت کے مطابق اسی باغ میں دفنایا گیا۔ یہ باغ پکٹی  
 چار دیواری سے گھرا ہوا چھ سو گز مربع زمین پر واقع ہے۔ عین  
 وسط میں مقبرہ کی عمارت ہے۔ اور ایک نہر باغ کو برابر کے چار  
 حصوں میں تقسیم کرتی ہے جس کے ہر گوشے پر ایک ایک ہشت پہلو  
 اور ہر دو ہشت پہلو حوضوں کے درمیان ایک ایک مربع حوض  
 نہایت خوبصورتی سے بنایا گیا ہے۔ ان حوضوں کے خوبصورت  
 ٹوارے اور سنگ سرخ کی دکھش آبشاریں خصوصاً موسم برسات  
 میں عجیب بہار دکھاتی ہیں۔ باغ کی جنوب مشرقی دیوار دریاے  
 راوی کی تہہ ہو چکی ہے۔ عام حالت بھی نہایت قابل افسوس  
 تھی۔ مگر اب گورنمنٹ نے سرے اور مقبرہ کی مرمت کے ساتھ  
 باغ کی حالت بھی بہت کچھ سدھار دی ہے نہر اور حوضوں کو  
 از سر نو تعمیر کیا ہے۔ مٹی کے نل اکھڑوا کر لوہے کے نل لگوائے  
 ہیں۔ ٹواروں اور آبشاروں میں پانی پہنچانے کے لئے ایک  
 بہت بڑا انجن لگایا گیا ہے۔ گنجان درختوں کو کاٹ چھانٹ کر

خوشنمون (Hussam) بنادئے ہیں جن سے مقبرہ کا منظر نہایت صاف اور دلکش ہو گیا ہے ۔

**مقبرہ** سُرُخ چبوترہ پر مقبرہ کی شاندار عمارت نہایت دلکش اور میں اپنی بہار دکھا رہی ہے۔ یہی شہنشاہ نور الدین جہانگیر ابن جلال الدین اکبر رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ ہے۔ اسے شاہجہان نے دس لاکھ کے خرچ سے بنایا اور کہتے ہیں کہ دس سال کے عرصہ میں بنکر تیار ہوا۔ جہانگیر کی وصیت تھی کہ اس کی قبر کھلی ہو ایسی بنائی جائے۔ اس لئے شاہجہان نے مرقد کے عین اوپر چھت کو کھلا چھوڑ دیا تھا اور موجودہ چھت بعد کی بنی ہوئی معلوم دیتی ہے۔ یہ عمارت بالکل مربع ہے۔ چاروں طرف نو ذو عظیم الشان دروازے ہیں اور چاروں کونوں پر چار خوشنما سنگ مرمر کے زرد اور سفید مینار کھڑے ہیں۔ سیڑھیاں چڑھکر اوپر جائیں تو ۲۱۱ فٹ ۵ انچ مربع وسیع اور فراخ چھت آتی ہے جس کا فرش رنگا رنگ پتھروں سے ایسا عجیب اور دلکش بنایا گیا ہے۔ گویا ہو ہو ایک خوش رنگ اور خوبصورت جاجم بچھی ہوئی ہے۔ کبھی اس چھت کے چاروں طرف سنگ مرمر کے جالیدار کٹھرے لگے ہوئے تھے جو سیکھوں نے اُتر کر امرتسر پہنچا دیئے۔ اب سرکار انگلیزی نے پیشانی



کی طرف ویسے ہی کٹرے پھر گلوادئے ہیں۔ چھت کے چاروں کونوں پر چار مینار ہیں جن کی بلندی چھت سے ۹۵ فٹ اونچی ہے۔ ان پر چڑھ جائے اور دیکھئے کہ چاروں طرف سبزہ کی بہار بیچ میں اتر دھا کی طرح دریا سے راوی کا لہرنا۔ دریا کے پرلی طرف شہر کی عالیشان عمارتوں اور شاہی مسجد کے بلند میناروں کا آسمان سے باتیں کرنا ایک ایسا دلکش سینہ پیدا کرتا ہے کہ جلوہ گاہ قدرت کے مناشائی پہروں میں بیٹھے ہوئے اس جانفزا منظر کا لطف اٹھایا کرتے اور عالم کی نیرنگیوں کا تماشا دیکھا کرتے ہیں +

ان پر لطف مناظر کی بہار دیکھ کر نیچے آئیے اور شہنشاہ کے خموش دربار میں ادب کے ساتھ تشریف لے چلیے۔ اطلس کھواب اور پھولوں کی سیج پر سونے والا شہنشاہ اب سفید مٹھڑے مرمر کے نیچے خواب راحت میں مصروف ہے اور اس گزشتہ عظمت و جلال کا بقیہ شاید اب اس چار دیواری کے دھندلے اور گردش ایام سے مٹتے ہوئے آثار میں باقی رہ گیا ہے جو اس شہنشاہ کی تربت پر اس کی شہرت کی طرح اب تک موجود ہیں۔ اور زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ فاعتبدایا اولالابصار + مزار کے چاروں طرف بیل بوٹوں کا کام نہایت خوشنما

عین اُسی طرز کا بنا ہوا ہے جیسا صنم نواح علی ہود و طرف بادی تعلق  
 کے ننانوے نام اور اوپر کی طرف قرآن مجید کی چند سترک آیات  
 کندہ ہیں۔ پائنتی کی طرف لکھا ہے ”محمد قد منور علی حضرت  
 غفران پناہ نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ فی سئلہ ہجری“  
 خالص حکومت میں پہلے لہنا سنگھ سردار کے ہاتھوں اس  
 دیشان عمارت کو بہت کچھ ضرر پہنچا۔ پھر ہمارا جرنیل نے  
 یہاں کے قیمتی پتھر اُتر واکر دربار صاحب امرتسر میں لگوائے۔ اور پھر  
 ایک فرانسیسی افسر ایم۔ ایس کو رہنے کے لئے دیدیا۔ اُس کے  
 بعد سلطان محمد خان برادر سردار محمد خاں کو یہ جگہ ملی اور اُن  
 کے ہمراہیوں نے اس کے پتھر چُر کر اور عمارت میں آگ جلا جل کر  
 اس کا ستیاناس کر دیا۔ سرکار نے پہلے ۱۸۹۰ء میں پھر ۱۹۰۶ء  
 میں بصرہ زر کشیر اس کی مرمت کرائی۔ اور اس قابل بنادیا کہ ہمار  
 کے موسم میں شہر کے لوگ سیر کے لئے اس میں جا کر اپنی زندگی  
 میں سے تھوڑا سا وقت اس عالی شان شہنشاہ کے زیر سایہ  
 خوشی کے ساتھ بسر کرائیں۔ اور تیلج جہاں بین چشم عبرت سے  
 دربار جہانگیری کا تماشا دیکھ جایا کریں +

## مقبرہ آصف جاہ

جائے وقوع۔ دریائے راوی کے پار۔  
 جہانگیر کے مغرب کی طرف دیوار بہ دیوار  
 جہانگیر کی دلاور اور چیتی بیگم ملکہ عنبر جہان کے  
 بھائی اور شاہجہان کی دلاوری بیوی ملکہ تاج محل کے والد مرزا  
 ابوالحسن آصف جاہ کا مقبرہ بھی سرے جہانگیر کے دیوار دیوار  
 مغرب کی طرف ایک علیحدہ باغ کے اندر بنا ہوا ہے۔ یہ بہت پہلو  
 مقبرہ جس پر ایک حجاب آسا مضبوط لکڑی کی لکڑیاں گنبد ہے۔ شاہجہان  
 نے چار سال میں تین لاکھ روپے کی لاگت سے بنوایا تھا۔ اور اپنی  
 خوشنما چینی کاری کی وجہ سے سارے عالم میں شہرہ آفاق تھا۔ اندر  
 تمام سنگ مرمر کا فرش تھا جس میں زرگارنگ کے قیمتی پتھر چڑے  
 ہوئے تھے مقبرہ کے چاروں کونوں پر چار خوشنما خوارہ دار حوض  
 تھے۔ اور اس خوبصورت باغ میں دلکش روشیں آراستہ کی گئی تھیں  
 داخلہ کا دروازہ مضبوط۔ خوبصورت مخلیہ طرز کا بنایا گیا تھا +  
 مگر اب زمانہ کے ہاتھوں کیسا رہ گیا ہے وہ سنگ مرمر کی سفید  
 سلیس وہ قیمتی پتھر اور وہ چینی کا کام سب ہمارا جبر نیت سنگھ نے  
 اکھڑا کر دربار امرتسر میں لگوادیا۔ اور اب صرف برہنہ گنبد۔ ننگے

درو دیوار کھڑے ہیں۔ اور اپنے بارعجب وسیع محرابوں سے گویا  
اپنے لپیروں پر چین بچیں ہو رہے ہیں۔ سنگ مزار ابھی تک  
بچا ہوا ہے اور اس پر بالکل اسی خوشنما خط میں کتبہ تحریر ہے۔  
جیسا کہ شہنشاہ کے مرقہ پر +

آصف جاہ شاہجہاں کا سپہ سالار تھا اور بادشاہ نے اسے  
”یمین الدلہ“ اور ”خان خانان“ کے معزز لقب سے ممتاز فرمایا تھا  
اس کی تنخواہ آج کل کے حساب سے ساڑھے چالیس لاکھ روپے  
سالانہ تھی۔ اس کا انتقال ۱۶۷۷ء میں بمقام لاہور ہوا۔ اور مرنے  
کے وقت اس کی جائیداد اڑھائی کروڑ روپے کی تھی جو اس کی وصیت  
کے بموجب خزانہ سلطنت میں داخل کی گئی +

## مقبرہ نوجہان بیگم

جائے وقوع۔ مقبرہ آصف جاہ کے مغرب

میں۔ ریلوے لائن کے دوسری طرف

مقبرہ آصف جاہ سے بھی زیادہ دروانگیر حالت مقبرہ نوجہان  
کی ہے۔ نوزالین جہانگیر کے دل کی بیگم۔ اس کے عیش و طرب  
کی روح۔ ہندوستان کی شاعر اور حاضر جواب ملکہ جس نے جہانگیر  
کے نام سے حکومت کی اور تمام ہندوستان کی عنان سلطنت کو

نہایت خوش اسلوبی سے اپنے ہاتھ میں لئے رکھا۔ اپنے ہمراز  
اور دلنواز بادشاہ سے علیحدہ تھوڑے فاصلہ پر ایک ٹوٹی پھوٹی  
بارہ دری میں سو رہی ہے جو ایک عظیم الشان مقبرہ کا کھنڈر ہے  
اور جسے زمانہ کا ہاتھ بڑی بیدردی سے رٹا رہا ہے ۔

۳۱۷ء میں اس ملک کا انتقال ہوا اور وہ اس عمارت میں  
جسے اُس نے اپنے ہاتھوں بنوایا تھا مدفون ہوئی۔ مرقد کا تعویذ  
ایک جس کی خوبصورتی اور زیبائش شہنشاہ کے تعویذ سے کچھ کم  
نہ تھی موجود نہیں۔ یہ تمام کھات دار کرے اعلیٰ قسم کے سنگ مرمر  
سے بنے ہوئے تھے اور اُن پر بہترین کام کیا ہوا تھا۔ مگر وہ  
تمام آرائش و زیبائش ریخت سنگھ نے اُتروا کر دوبارہ امرتسر کی  
مذہبی۔ مشرفو گرسن کا قول ہے کہ ”دوبارہ امرتسر کی عظمت آدھی  
سے زیادہ اُن سنگ مرمر کی سلوں سے حاصل ہوئی ہے۔ جو  
صرف اس مقبرہ سے اُتروائی گئی تھیں“۔ اب صرف ایک منزلہ  
ٹوٹی پھوٹی عمارت رہ گئی ہے جس کا قطر ۱۳ فٹ ہے ۔

اندرونی نشانِ مرقد ہیں۔ ایک عھرا لٹسا نو رجھا کا دوسرا  
اس کی دختر لادلی بیگم کا۔ اُن کے بیچے ایک تہ خانہ ہے جس میں  
لاشیں مدفون ہیں۔ جب ریخت سنگھ اس مقبرہ سے پھرتا تو اچکا  
نواُس نے نیچے کے تہ خانے بھی کھلوائے۔ جہاں صرف دو لاشیں

کے صندوق لوہے کے جھولوں میں لٹکے ہوئے تھے اُس نے جھولے  
تڑوا ڈالے اور لاشوں کے صندوق زمین میں گروا دیئے۔ اور  
سب سے بڑا ستم یہ کیا کہ تہ خانہ کا منہ بھی کھلا چھوڑ دیا۔ اور وحشی  
جالوزوں نے تمام تہ خانہ خراب کر ڈالا۔

الغرض یہ جن عقل کی ملکہ جس طرح جنگل میں پیدا ہوئی۔  
اُسی طرح اب انسان جنگل میں سو رہی ہے۔ اور اس کے مقبرہ  
کی کس پُرسری کا وہی عالم ہے جو اُس نے خود اپنے شعر میں لکھا تھا کہ  
برمزارِ ماغریباں نے چراغِ رستے گلے  
نے پر پروانہ سوزو۔ نے صدائے بلبیل

## بارہ درمی مرزا کا مران

جلے وقوع۔ دریا راوی کے سرگنار گشتیوں کیل کے انجام پر

مرزا کا مران شاہ ہمایوں کا بھائی اور بابر کا بیٹا تھا۔ اس نے  
ایک نہایت نفیس باغ اور یہ بارہ درمی اُس زمانہ میں بنوائی تھی۔ جبکہ  
دریائے راوی یہاں سے دو میل ورے قلعہ کے نیچے بہتا تھا۔ دریا کے  
اس طرف ہٹ آنے سے بہت سے مغلیہ امرا کے باغات تباہ ہو گئے ہیں  
مرزا کا مران کا باغ بھی نہیں رہا۔ مگر بارہ درمی کا بہت سا حصہ ابھی

تک اُسی طرح کھڑا ہے قریباً ۷۷ سال سے دریا کی بیخ کن لہریں  
 اُس کی بنیادوں پر پھیر پڑے مار رہی ہیں۔ مگر سوائے بہت تھوڑے  
 حصہ کے جو اپنے مضبوط مصالحوں کی وجہ سے پتھر کی سل کی طرح  
 رگڑا ہوا پڑا ہے۔ باقی اُسی طرح قائم ہے۔ اور دریا کے کنارے عجیب و  
 سے اونچے مقام پر یوں کھڑا معلوم دیتا ہے۔ جیسے دریا کی لہروں  
 پر خفارت کی نظر ڈال رہا ہے۔

آج کل یہ بارہ دری محکمہ پبلک ورکس کی سیرگاہ کے طور  
 پر استعمال ہوتی ہے اور اکثر انگریز یہاں آکر مچھلی کا شکار کھیلنے  
 اور دریا کی سیر کا لطف اٹھاتے ہیں۔

## شالامار باغ

جائے وقوع۔ لاہور میل کے فاصلہ پر۔ امرتسر جاتے ہوئے کرنلی ٹرک کے کنارے

نام [ملا عبدالحی لاہوری کے "بادشاہ نامے" میں جوشا جہان کے حکم سے  
 لکھا گیا۔ اور مختصر عالمگیری میں جوشاہ عالم کے وقت میں قلمبند  
 ہوئی۔ اس باغ کا نام "فرخ بخش" لکھا ہوا ہے۔ دربارِ نجات سنگھ  
 میں اس کی وجہ تسمیہ پر بحث ہوئی اور بیان کیا گیا۔ "شالامار" شکر  
 میں گھر کو کہتے ہیں اور "مار" خوشی کو جس کے معنی ہوئے "طرب خانہ"



یعنی خوشی کا گھر۔ مگر بحیثیت سنگھ اسے شمال باغ (یا باغ شمال) یعنی  
باغ مصوق کہا کرتا تھا۔ اور یہی نام تحریروں میں درج ہوتا تھا۔  
جس کی وجہ سے عوام الناس میں ”شالاباغ“ اور ”شالامار باغ“ مشہور  
ہو گیا۔

**تاریخ بننا** یہ باغ بطور شاہی تفریح گاہ کے ۳۴ء میں شاہجہاں  
حکم سے شالامار کشمیر کے نمونہ پر بنوایا گیا۔ اس کا اہتمام خلیل اللہ خاں  
کے ہاتھ میں تھا۔ باغ اور عمارت پر چھ لاکھ روپے خرچ ہوئے اور  
ایک سال چار ماہ اور پانچ روز کے عرصہ میں بنکر تیار ہوا۔

**وسعت** شالامار باغ پنجاب بھر میں سب سے بڑا اور دلکش باغ ہے۔  
اس کے گرد اگر دو ایک اونچی پکی دیوار شرقاً غرباً ۸۰۰ قدم اور شمالاً  
جنوباً ۱۲۰۰ قدم لمبی بنائی گئی ہے۔ باغ کے تین حصے ہیں ہر ایک  
دوسرے سے ۱۲ اور ۱۵ فٹ اونچا ہے۔ کل رقبہ کم و بیش ۸۰ ایکڑ ہوگا۔

**تقسیم اور بناوٹ** باغ کے اوپر کے تختہ کا نام ”ترجہ بخش“ اور نیچے  
کے دو حصوں کو فیض بخش کہتے ہیں۔ تینوں تختوں کی سطح ہر قدر  
ہموار ہے کہ جو نہی پانی تختے کے سرے پر آتا ہے فوراً انجام تک  
تقسیم ہو جاتا ہے اور تمام فوارے یکدفعہ چھوٹ پڑتے ہیں۔ ایک  
عجیب صنعت یہ ہے کہ گویا باغ کے اندر تین تختے ہیں اور ایک دوسرے  
سے بقدر دوسرا اونچا ہے۔ لیکن باہر سے کھوٹا ایک ہی سطح معلوم

دیتی ہے جس کے گرد دیوار کھینچی گئی ہے +  
 فزع بخش یعنی اوپر کا تختہ صرف حرم کے لئے مخصوص تھا۔  
 اور جو جنوب کی طرف آجکل داخلہ کا دروازہ ہے یہ بالکل بند تھا۔  
 یہ جگہ شاہی حرم کی خوابگاہ تھی۔ یہ دروازہ عہد انگریزی میں میجر  
 میک گریگر ڈپٹی کمشنر لاہور نے کھلوا یا ہے +

فزع بخش باغ کے انجام پر پہلے اور دوسرے تختہ کے  
 مابین ایک قد آدم سنگ مرمر کی خوشنما جالی تھی جس سے گزنا گیا  
 موت کا حکم رکھتا تھا۔ تاتاری سپاہ ہروم پہرہ پر کھڑی ہوتی تھی۔  
 سڑک امرتسر کی دوسری جانب شاہی محلات تھے جنہیں خواص دیکھ  
 کہتے تھے۔ اور اس تختہ کو ایک پردہ دار راستے کے ذریعہ  
 ملحق کیا ہوا تھا۔ ان محلات کی بنیادیں کرنیل سنبل ڈپٹی کمشنر  
 لاہور نے زمانہ تک موجود تھیں۔ مگر بعد ازاں ان کی اینٹیں نکلوا کر  
 بیچ دی گئیں +

شہزادے۔ اُمرا اور خود شہنشاہ فیض بخش میں ہٹا کرتے تھے  
 باغ میں داخل ہونے کے لئے صرف مہرہی دو عظیم الشان دروازے  
 تھے جو اب بھی تیسرے تختہ کے شرق و مغرب میں موجود ہیں +

نہ تالاب اور آبشاریں علی سردان خان کی نہر جو دو لاکھ روپے  
 لگا کر راجپور (ضلع نورپور) سے لاہور تک بنائی گئی تھی۔ اُس

باغ کے درمیان سے گزرتی اور اسے شاداب کرتی ہے درمیانی  
 حصے میں ایک بہت بڑا تالاب ہے۔ نہر اور تالاب کے ذریعہ باغ  
 میں سارے چار سو فوٹارے چھوڑتے اور ہوا کو خوشگوار بنا کر مشام  
 جان کو تازہ کرتے ہیں۔ علاوہ اور بہت سی خوبصورت آبشاروں  
 کے سب سے بڑی اور دلکش آبشار اس بارہ درمیانی کے نیچے بنی ہوئی  
 ہے جو پہلے تختہ کے انجام پر واقع ہے۔ اس آبشار کے سامنے  
 ایک سنگ مرمر کا بنا ہوا تخت رکھا ہے۔ جس پر بیٹھ کر شہنشاہ  
 شاہزادے لطف باغ اٹھایا کرتے تھے۔

بارہ دیاں۔ سادہ بھادوں  
 اور غسل خانے

علاوہ ان چند خوبصورت اور وسیع آرام گاہوں  
 کے جو پہلے تختہ کے مشرق و مغرب اور جنوب  
 میں بنی ہوئی ہیں۔ سب سے بڑی بارہ درمیانی تختہ کے انجام  
 پر بنائی گئی ہے۔ اس کی چھت پر کشمیری کام بجائے خود ایک  
 قابل دید صنعت ہے۔ اس میں کھرے ہو کر نیچے کے دونوں  
 حصوں کا منظر۔ تالاب۔ غاروں اور بڑی آبشاروں کا حسین  
 نہایت دلکش اور دل فریب نظر آتا ہے اور غلبہ میں کاغذ معلوم  
 ہوتا ہے۔ اور درمیانی تختہ میں تالاب کے مشرق و مغرب میں بھی  
 ایک ایک خوشنما بارہ درمیانی موجود ہے۔ دو خوبصورت ستہ دیاں  
 تالاب کے شمالی کنارے پر ہیں جن کے درمیان نیچے کی طرف

ساون بھاووں بنی ہوئی ہے۔ اس کا نظارہ قابل دید ہے۔ نہ  
لائق بیان۔ ایک چھوٹا سا حوض ہے جس میں پانچ فوارے لگے  
ہیں۔ تین طرف کی دیواروں میں چھوٹے چھوٹے بے شمار طاق  
بنے ہیں۔ جب فوارے چھوٹتے ہیں اور ان طاقوں پر سے پانی بھرتا  
ہے تو بالکل یہی معلوم ہوتا ہے کہ ساون کی جھڑی لگ رہی ہے۔  
یہ تمام طاق سنگ مرمر کے تھے مگر سکھوں کی طفیل اب صرف ایک  
طرف مرمر باقی رہ گیا ہے +

دوسرے تختہ میں مشرق کی طرف ترکی فیش پر بنے ہوئے شاہی  
غسل خانے ہیں۔ ان کے چار حصے ہیں جن میں خوبصورت اور  
قابل دید حوض بنے ہوئے ہیں اور جو باہر مشرق کی طرف آگ  
جلا کر گرم کئے جاتے تھے +

**سیریں اور میلے** پنجاب بھر میں سب سے بڑا میلہ یہی ہے جو ماہِ چ  
کے اخیر ہفتہ اور اتوار کو شالامار باغ میں منایا جاتا ہے۔ سارے  
پنجاب اور صوبہ شمال مغرب میں شاید ہی کوئی شہر ہوگا جہاں  
لوگ اس میلے میں شریک نہ ہوتے ہوں۔ دو روز تک باغ کے  
اندراور باہر اس قدر جگجگٹ ہوتا ہے کہ تل رکھنے کو جگہ نہیں ملتی۔  
اور ایک ایک حلوائی اور قندہ والہ کی دکان پر کئی کئی ہزار کا سودا  
فروخت ہو جاتا ہے +

اس میلہ کے علاوہ بھی موسم بہار میں شہر کے لوگ آئے دن  
سیر کے لئے جاتے اور کنگ پارٹیاں کیا کرتے ہیں۔ انوار کو تو  
خصوصیت سے باغ میں رونق رہتی ہے +

سکھواں کا زمانہ سکھوں نے اس شاندار باغ کو نہایت بیداری  
سے خراب کیا اور اس کی تمام زیبائش کا ستیاناس کر ڈالا۔ لہذا نگہ  
اور دوسرے لٹیروں نے اس کی بارہ دریوں کے قیمتی پتھر نیچے اور  
اس کے مرمروں پر مہم گئے۔ ریخت سنگھ نے دربار صاحب  
اور رام باغ امرتسر کے لئے اس کے بچے کھچے پتھر بھی اکٹھا  
لئے۔ بڑی بارہ دری تمام سنگ مرمر کی تھی اور سر سے پاؤں تک  
دودھ کی طرح سفید ایکسچینج میں ڈھلی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ مگر  
ہمارا جرنے پتھر اتروا کر اینٹوں پر پست کر دیا جواب تک موجود  
تالاب کے شرقی اور غربی بارہ دریاں بھی سنگ مرمر کی تھیں۔  
اُن سے بھی یہی سلوک ہوا +

## نیویں (پنجمی) مسجد

جائے وقوع - چوک مٹی - کوچہ ڈوگراں  
یہ بُرائی اور مضبوط مسجد اس لحاظ سے ضرور قابل دید ہے  
کہ اس کی کرسی سطحِ زمین سے ایک منزلِ پنجمی واقع ہوئی ہے۔

جس وقت بنی ہے۔ اُس وقت ضرور سطح زمین کے ہموار ہوگی۔  
 مگر روزِ زمانہ سے دن بدن نیچے ہوتی چلی جاتی ہے +  
 اسے خدا الفقار خان نے تعمیر کرایا تھا۔ جو خاندانِ لودی  
 کے وقت ایک معزز امیر اور صوبہ لاہور کا دیوان تھا +  
 عمارت فراخ۔ بڑی بڑی محرابیں۔ اور چھت گنبد دار  
 اور موجودہ زمانہ میں عجائبات سے شمار ہوتی ہے +

## مسجد سردار خاں

جلانے وقوع۔ موضعِ مزنگ کے مغرب میں فیروزپور روڈ پر  
 یہ مسجد اپنی عجیب و غریب بناوٹ کے لحاظ سے ایک قابلِ تہ  
 عمارت ہے۔ سردار خان نیر درازنگ نے بنانا شروع کیا تھا  
 مگر تکمیل سے پہلے خود اُس کی عمر کا جامِ لبریز ہو گیا۔ پھر بھی  
 مسجد کا بہت سا حصہ بن چکا تھا۔ جو اب بہت کچھ خستہ حالت  
 میں ہے۔ اپریل ۱۹۵۷ء کے زلزلہ میں جنوبی مینار کا بھی  
 ایک حصہ منہدم ہو گیا ہے۔ اگر یہی صورت رہی تو زمانہ بہت  
 جلد اسے صفحہ ہستی سے مٹا دیگا +

## توپ زمزمہ

اگرچہ ایک توپ عمارات کے ذیل میں نہیں آسکتی مگر  
 چونکہ یہ ایک قدیمی آکھنگ اور صنعت کے لحاظ سے قابلِ دید  
 ہے۔ اسلئے قدیم عمارات کے اخیر میں اس کا ذکر بھی موزوں ہے  
 جائے وقوع۔ یونیورسٹی ہال کے سامنے۔ مال روڈ پر  
 توپ زمزمہ جسے بھنگیوں والی توپ بھی کہتے ہیں سلسلہ ۱۷  
 میں شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ ابدالی دُرانی کے حکم سے  
 شاہ نظیر نے تیار کی۔ دو توپیں بنوائی گئی تھیں۔ ایک یہ اور  
 ایک اور جو کابل لے جاتے ہوئے دریائے پنجاب میں غرق ہو گئی۔  
 یہ تانبے اور پتیل کی بنی ہوئی ہے جو ہندوؤں کے گھروں سے  
 ایک ایک برتن بطور جزیہ لیکر اکٹھا کیا گیا تھا۔ اس توپ کو  
 سلسلہ ۱۷ میں احمد شاہ نے معرکہ پانی پت میں استعمال کیا تھا۔  
 جاتی دفعہ اسے عابد بیگ صوبہ لاہور کے پاس چھوڑ گیا۔ جس  
 سے ہری سنگھ بھنگی نے سلسلہ ۱۷ میں موضع خوجہ سعید پر لاہور  
 لاہور سے دو میل مشرق کی طرف واقع ہے حملہ کر کے صوبہ  
 کے اور بہت سے ہتھیاروں کے ساتھ لے لیا۔ کچھ دنوں لاہور  
 کے شاہ مہرج پریسی توپ چڑھی رہی۔ اور سلسلہ ۱۷ میں لہنا سنگھ



اور گوجر سنگھ بھنگیوں نے اس پر قبضہ کیا۔ اسی طرح بہت سی لڑائیاں ہوتی رہیں اور یہ توپ گوجرانوالہ، گجرات اور پھرامتسر میں تھوڑے تھوڑے سال رہی۔ بالآخر شاہی میں رنجیت سنگھ کے قبضہ میں آئی۔ اور اس نے اسے دسک قصور، سجان پور، وزیر آباد اور ملتان کے محاصروں پر استعمال کیا۔ ملتان میں شاہی میں یہ بہت خراب ہو گئی۔ اور لاہور کے دہلی دروازہ کے آگے لارکھی گئی۔ جہاں یہ شاہی تک پڑی رہی۔ اور ڈیوک آف ایڈنبرا کے آنے کے موقع پر پڑانے عجائب خانہ (مارکیٹ) کے سامنے رکھی گئی۔ اور اب دو سال سے پنجاب یونیورسٹی ہال کے سامنے رکھی ہوئی ہے۔

یہ توپ ۴ فٹ ۴ انچ لمبی ہے۔ اور اس کا سوراخ ۹ انچ کھلا ہے۔

# مزارات

مزار - مقبرے - خالق ہیں اور مقدس بزرگوں کی قبریں  
 لاہور میں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں ہیں۔ مگر ان سب کے  
 حالات لکھنے کے لئے نہ وقت اور نہ اس مختصر کاغذ میں گنجائش  
 اسلئے ہم صرف ان مشہور و معمور مزارات کے ذکر پر اکتفا کرتے  
 ہیں جو اپنی تاریخی عظمت یا روحانی برکت سے اپنے میں ایک  
 ایسی زبردست کشش رکھتے ہیں کہ ہر عقیدت مند مسلمان لاہور  
 میں آکر ان مقدس مزارات پر حاضر ہوئے بغیر لاہور سے  
 کبھی واپس نہیں ہو سکتا +

## مزار داتا گنج بخش

جائے وقوع - لاہور کا جنوب - بھائی د: ازہ کے باہر  
 یہ مزار لاہور کے تمام مزارات میں قدیم اور سب سے زیادہ  
 بابرکت تصور ہوتا ہے بہت سے بزرگان سلف بھی بنیت  
 استفادہ یہاں حاضر ہوئے ہیں چنانچہ حضرت خواجہ معین الدین  
 چشتی اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہم نے بھی

اس مزار مبارک پر آکر چلے گئے اور اپنے ارادتمندوں کو یہاں سے فیض حاصل کرنے کی ہدایت کی۔ مسلمان سلاطین بھی اس مزار پر نہایت عقیدت سے حاضر ہوتے تھے سلطان ابراہیم غزنوی اور سلطان شمس الدین التمش نے خاص اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن مجید اس مزار پر چڑھائے ہیں۔ جواب تک نہایت حفاظت سے مزار کی شمالی سہ درمی میں موجود ہیں۔ ان کے ساتھ اور بھی بیسیوں بے نظیر اور قابل دید غلامی قرآن مجید وہاں رکھے ہوئے ہیں۔

صاحب مزار شاہ مروان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے ہیں۔ اور آپ کا سلسلہ بیعت حضرت جنید اخلاوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ آپ کا نام علی ہے۔ ہجویر کے رہنے والے اور بوجہ فیض بے پایاں اور جو بیکران کے ”طائفہ بخش مشہور“ ہیں۔ آپ سلطان محمود غزنوی کے فرزند سلطان مسعود کے ساتھ ۴۳۱ھ ہجری میں رونق افروز ہوئے اور ۴۶۵ھ میں واصل ذات حق ہو کر یہاں دفن کئے گئے۔

اس عظیم الشان اور تیسرے مقبرہ کے گرد سینکڑوں عالیشان عمارتیں بنی ہوئی تھیں۔ اور اس کی زمین کا رقبہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا چنانچہ بھائی دروازہ کے باہر شاہ شرف کا مقبرہ

رجہاں اب بھیٹر بکریوں کی منڈی لگتی ہے) اسی مقبرہ کے  
حوالہ میں شمار ہوتا تھا۔ یہ عمارتیں اگرچہ غارت گروں کے دست  
نظم سے کسی طرح بچ رہیں۔ مگر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دست  
نقرفت سے محفوظ نہ رہ سکیں۔ بادجو دیکھ مہاراجہ کو اس مرقہ  
سے خاص عقیدت تھی۔ اور ہزاروں روپے نذرانہ میں چڑھایا  
کرتا تھا۔ مگر پتھروں کی حرص نے یہاں تک مجبور کیا کہ سوائے  
مزار اور اس کی چار دیواری کے کل عمارت کو گرہ کر ان کا پتھر  
کچھ تو بارہ دری حضوری باغ میں لگا دیا۔ اور کچھ امرتسر بھیج دیا۔  
جو اینٹیں بچ رہی تھیں وہ بنیادوں سے اکٹھڑا کر خشت نرٹوں  
کے حوالہ کر دیں +

مزار پر پہلے گنبد نہیں تھا۔ شہر بھری میں نور محمد دہ  
نے بنوایا ہے اور اب تک اس کی فیاضی کی یادگار ہے۔ مزار کی  
جانب شمال حضرت کی خودینا کردہ مسجد موجود ہے۔ جس کی عمارت  
شہر میں تجدید کی گئی۔ اور اب بعض فیاض مسلمانوں نے  
مسجد کے علاوہ اور عمارت میں بھی توسیع اور بڑادی کر دی ہے  
یہ دروازہ بھی عالی شان بنایا گیا ہے +

مزار کا انتظام خادموں کے ہاتھ میں ہے۔ سال میں مرتبہ  
اس مزار پر میلہ ہوتا ہے۔ اول، ۱۰ ماہ صفر کو عرس کے ایام میں

دوسرے آخری چار شنبہ کے دن۔ دُور دُور سے آکر خلقت  
اس عرس میں شریک ہوتی ہے +

## خانقا۔ مادھو لال حسین

جائے وقوع۔ شالامار باغ کے مشرق اور باغبانپور کے شمال میں  
یہ خانقاہ لاہور میں بہت مشہور اور زیارت گاہِ اُنات و کُوت  
ہے۔ حسین اکبری عہد میں ایک سالک و مجذوب فقیر تھے ہزار  
ہندو مسلمان ان کی کرامات کے قائل اور اُن کی بزرگی کے محترف  
تھے۔ قصہ مشہور ہے کہ ایک روز شاہ صاحب نے دکان لگائی اور  
بیکے شک لال (فرزند نرینہ) بیچنا شروع کیا۔ اور اسی روز لال حسین  
کا خطاب پایا۔ مگر یہ بھی روایت ہے کہ اکثر آپ کا لباس سُرخ رنگ  
کا ہوتا تھا۔ اُسی کی رنگینی آج تک لال حسین بکر چک رہی ہے  
آپ کلسو سرے کی اولاد سے ہیں جو عہدِ ہمایوں میں مسلمان ہوئے تھے  
مادھو ایک مند و لڑکا تھا جو آپ کی نظر فیضِ اشرف سے مسلمان ہو کر  
آپ کے مریدانِ خاص میں داخل ہوا۔ آپ کو بھی اُس سے دلی  
محبت تھی +

آپ کا انتقال سنہ ۱۰۰۰ ہجری میں ہوا اور شاہدرہ میں دفن کئے  
گئے مگر دریائے کچھنہری سے دُور کر مادھو نے آپ کا صدقِ مہجُو

مزار میں سپرد خاک کیا۔ مادھو بھی ششہ بھری میں جاں بحق ہو کر  
 آپ کے ظلِ حمایت میں آرام گزین ہو ادا۔  
 مزار ایک چار دیواری میں واقع ہے جس میں اور بھی بہت  
 سے مکانات قدیم اور جدید بنے ہوئے ہیں۔ مگر اکثر کی حالت  
 قابلِ مہمت ہے۔

اس مزار پر دو میلے ہوتے ہیں۔ ایک تو بسنت کے روز  
 دوسرا ہر مارج کے آخری ہفتہ کے روز۔ جسے میلہ چاغان یا میلہ  
 شالار بارغ بھی کہتے ہیں۔ یہ میلہ دراصل آپ ہی کا عرس ہے  
 مگر چونکہ بارغ قریب تھا اور نماشاخیں کا رجوع اُس طرف زیادہ  
 ہو گیا۔ اسلئے بارغ کی نسبت سے میلہ کا بھی یہی نام پڑ گیا۔

## درس میاں و دوا

جائے وقوع۔ شالار بارغ سے جنوب کی طرف ایک میل کے فاصلہ پر  
 پنجابی میں درس مدرسہ کو اور وڈا بڑے کو کہتے ہیں۔  
 میاں وڈا شیخ محمد اسماعیلؒ کا لقب تھا۔ جو اکبری عہد میں ایک  
 عالم و فاضل اور صاحبِ ولایت بزرگ تھے۔ موضع مرگراں  
 علاقہ پوٹھوار کے رہنے والے اور قوم کے کھوکھر تھے۔ آپ ۹۹۵ھ  
 میں پیدا ہوئے۔ پانچ سال کی عمر میں تحصیل علم شروع کی۔ مخدوم

۱۔ بلکہ کچھ سے سلسلہ سرورویہ میں فرقہ خلافت حاصل کیا  
آخر ۱۹۵۷ء میں وفات پائی اور اپنے مدرسہ میں مدفون ہوئے  
محکمہ تیل واٹھ میں آپ نے ایک مسجد بنائی۔ اور اس مدرسہ  
کی بنیاد رکھی۔ جس کی تعمیر شدہ میں ختم ہوئی ۲۔

۳۔ ہمارا برجستہ سنگھ کے وقت میں اس مدرسہ کو بڑی  
رونق حاصل ہوئی۔ مگر ہمارا برجستہ سنگھ کے زمانہ میں راجہ  
سوچیت سنگھ سے لڑتے ہوئے کبھی فوج نے اس مدرسہ پر  
اس کی عمارت کو بہت کچھ نقصان پہنچایا۔ مگر میاں سلطان  
ٹھیکہ دار مرحوم کی توجہ سے اس نقصان کی بہت کچھ تلافی ہو گئی  
اور آج کل یہ تین سو اسی سال کا قائم شدہ مدرسہ ہے۔ تعلیمات  
بخش حالت میں خلوق خدا کو فیض پہنچاتا ہے۔ اور کیا بلحاظ تاریخ  
اور کیا بلحاظ اثرات روحانی ضرور قابل دید ہے ۴۔

۵۔ آج کل نسل سے زائد اندھے اور اپاہج طلباء مدرسہ میں  
قرآن شریف اور فقہ کی تعلیم پاتے ہیں جنہیں کل اخراجات خاندان  
سے ملتے ہیں۔ مدرسہ اور خاندان کے متعلق ہزار بارہ سو بیگم  
زمین اور شہر میں بہت سے مکانات وقف ہیں۔ انہیں سے  
مدرسہ اور متوفیوں کا خرچ چلتا ہے ۶۔



## مزار شاہ ابوالمعالیؒ

جائے وقوع - موچی دروازہ کے باہر۔ گوال منڈی کے شرق میں  
یہ مزار جسے عوام الناس "شہید رمالی" کہتے ہیں۔ لاہور کے  
مشہور مزارات میں شمار ہوتا ہے \*

صاحب مزار شاہ خیر الدین ابوالمعالیؒ شاہجہاں کے  
وقت میں ایک عالم۔ فاضل۔ خدا پرست اور صاحب زہد  
تقویٰ بزرگ تھے۔ ۱۰۰ ذی الحجہ ۹۴۴ھ ہجری کو عید کے روز پیدا  
ہوئے۔ اور ۱۰۷۰ھ برہمچ الاول ۱۰۲۵ھ کو پینسٹھ برس کی عمر میں وفات  
پائی۔ لاکھوں آدمی آپ کے مرید تھے اور متعدد کتابیں آپ  
کی تصنیف سے اب تک موجود ہیں \*

اس مقبرے کی بنیاد آپ نے خود اپنی زندگی میں رکھی تھی۔  
مگر بے فحوائے

"اگر پدر نتواند پیر تمام کند"  
آپ کے بعد آپ کے فرزند شاہ محمد باقرؒ نے اسے انجام تک  
پہنچایا۔ مقبرہ کے ساتھ آپ نے مسجد بھی بنائی تھی۔ مگر سکھوں  
کے زمانہ میں غوثی خاں جر نیل توپخانہ نے اسی عمارت کی تعمیر  
کی جو اب تک موجود ہے \*

آپ کا عرس ۱۷۔ بیج الاول کو بڑی شان و شوکت سے  
ہونا ہے اور عرس کے علاوہ ہر عید کے روز سال میں دو  
بار دن میلے بھی منگوا کرتے ہیں +

## مقبرہ میانمیر

جائے وقوع۔ لاہور ۳۳ میل کے فاصلہ پر۔ لاہور ملتان ریلوے لائن کے جانب  
یہ مقبرہ اپنی تاریخی عظمت اور صاحب مزار کے تقدس کے  
 لحاظ سے ضرور قابل زیارت ہے +

لاہور کی چھاؤنی بھی پہلے اسی مزار کے نام سے موسوم تھی۔  
مگر اب اس کا نام بدل کر لاہور چھاؤنی رکھا گیا ہے +

صاحب مزار شیخ محمد میر المشہور میانمیر بالاپس بیست  
کے رہنے والے سلسلہ قادریہ میں مرید اور شیخ خضر ہستانی کے  
خلیفہ ہیں۔ آپ ۱۲۵۸ ہجری میں بہمدشاہجہان واصل بحق ہو کر  
اس مقبرہ میں دفن ہوئے۔ دارالشکوہ نے جو آپ کے مرید شیخ محمد  
المشہور مٹلا شاہ کا مرید تھا۔ آپ کے مقبرہ بنانے کا تہیہ کیا  
اور پہلے اپنے پیر مٹلا شاہ کا مقبرہ بنایا جس کی چار دیواری میں اب  
موضع میانمیر آباد ہے اور جس کے قیمتی پتھر ہمارا جہ نیت سنگھ  
کے دست تصرف کی نذر ہو چکے ہیں۔ ابھی آپ کا مقبرہ بننے

نہ پایا تھا کہ سلطنت میں انقلاب ہو گیا۔ اور نگ زیب نے تخت حکومت پر بیٹھ کر آپ کے متوسلان خاندان کی عرضداشت پر آپ کا موجودہ مقبرہ بنوایا تو سہی مگر ایسا نہ بن سکا جیسا داراشکوہ بنانا چاہتا تھا +

خاص مقبرہ کے اندر چھت میں جو شیشہ کا کام ہو رہا ہے یہ ایک انگریز مسٹر بیٹیل نے بنوایا ہے جو مسٹر گین سوداگر کا ملازم تھا +

اس مزار پر سال بھر میں ۵ میلے ہوتے ہیں۔ ایک تو عرس سالانہ۔ دوسرے ماہ سادون کے ہر بدھ کے روز اور ان کی وجہ سے مزار مبارک پر خاصی رونق ہو جاتی ہے +

## روضہ حضرت ایشاؓ

جلئے وقوع۔ لاہور جانب مشرق۔ شالامار باغ کے راستے میں یہ روضہ بھی اپنی تائیجی عظمت اور صاحب مزار کی روحانی برکت کی وجہ سے ضرور قابل زیارت ہے +

حضرت ایشا جن کا اصل نام خواجہ خاوند محمود ہے بوجہ عظمت اس لقب سے بلائے جاتے ہیں۔ بخارا کے بسنے والے ذات کے سید اور سلسلہ نقشبندیہ کے صاحبِ کرامت فقیر تھے۔

۲۰ سال کی عمر میں سیر کے ارادہ سے سمرقند - ہرات - قندھار  
اور کابل ہوتے ہوئے کشمیر پہنچے۔ چونکہ آپ کی فیض صحبت سے  
اکثر شیعہ مٹنی ہو جاتے تھے۔ اسلئے حُسنِ جگِ حاکم کشمیر نے  
جوشیعہ تھا۔ آپ کو کشمیر سے نکل جانے کے لئے ایک ماہ کا  
نوٹس دیا۔ ابھی سیاح کے صرف پندرہ روز گزرے تھے۔ کہ  
کشمیر خاندانِ جگ کے ہاتھوں سے منتقل ہو کر شاہِ جہانگیر کے  
قلمرو میں داخل ہوا۔ اس فتح کے چند سال بعد جہانگیر آپ کو  
کشمیر سے ہندوستان لایا۔ آپ دہلی و آگرہ کی حیر سے فارغ  
ہو کر لاہور آئے۔ اور لاہور کے نزدیک محلہ پورہ میں ایک  
خانقاہ بنائی اور آخر الامر شہنشاہِ بھجری میں ہمیشہ کے لئے اُسی  
خانقاہ میں عزت گزین ہو گئے۔

نواب زکریا خان بہادر نے جو آپ کی اولاد میں تھا۔  
اس روضہ کو خوب آباد کیا۔ باغ لگایا۔ موجودہ مسجد بنائی۔ اور مقبرہ  
کے ارد گرد محلہ مغل پورہ کو شاندار عمارتوں سے معمور کیا۔  
ہمارا راجہ ریخت سنگھ کے زمانہ میں سردارِ گلاب گدھ پورہ ندیم  
اس روضہ کے پاس چھائونی ڈالی۔ جس سے روضہ کی عالیشان  
عمارتیں برباد ہو گئیں۔ باغ اُجڑ گیا۔ صحنِ مسجد اور قبروں کی میٹھیں  
خشتِ فروشوں نے نکالیں اور مزار کا نقوید آثار کو مقبرہ میں بارود

بھری گئی ۴

عہد انگلشیہ میں بارود دریا برد ہو کر روضہ خالی ہوا۔ اور  
خواجہ احمد کشمیری نے جو حضرت کی اولاد سے تھا۔ سہنہری  
لائسنس بہادر رز پرنٹ کشمیری کی مدد سے روضہ پر تصوف  
حاصل کیا۔ مزارات دوبارہ بنوائے۔ مسجد اور دیگر عمارت کی مرمت  
کی اور محمد بخش صحافت لاہوری کو متولی مقرر کیا۔ مگر تھوڑے  
ہی عرصہ میں زمانہ کا ہاتھ اس تاریخی عمارت کو پھر مٹا۔ لے لگا تھا۔  
کرستہ آء میں سرکار انگریزی نے کمال مرہائی فرما کر اے بہادر  
لالہ شہیا لال صاحب انگریزوں کو بخیر لاہور ڈویژن کی معرفت پھر  
شکست رینجنت کی مرمت کرائی جس سے کچھ عرصہ تازہ و صاف  
دست بروزانہ سے محفوظ ہوئے۔ مگر اب پھر ان کی حالت  
کسی قدر توجہ کی محتاج ہے \*

## مزار شاہ محمد غوث

جلدئے وقوع۔ آبادی شہر کے جانب مشرق۔  
دہلی اور اکبری دروازہ کے درمیان۔ سرکلر روڈ پر  
یہ مزار نہ صرف لاہور بلکہ دور دراز کے مسلمانان عقیدت کیش  
کا مرجع و ماوا ہے \*

صاحب مزار حضرت شاہ محمد غوث قادری پشاور کے  
رہنے والے سلسلہ قادریہ کے صاحبِ عظمت رکن - حضرت  
غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ایک صاحب  
تصرف بزرگ تھے۔ آپ نے تمام ہندوستان کی سیر کی۔ اور آخر  
بہمد محمد شاہ پجری میں بمقام لاہور جان بحق ہو کر یہاں  
مدفون ہوئے +

یہ مزار یوں تہ زمانہ کے دستِ تصرف سے بچا رہا۔ مگر کنور  
نوناہل سنگھ کے زمانہ اختیارات میں اس نئی تجویز نے کہ لاہور  
کے چاروں طرف آدھ آدھ میل تک کل مکانات گرا کر اور خراب  
کنڈوا کر چٹیل میدان کر دیا جائے۔ اس مزار پر بھی آفت لگائی  
شروع کی۔ اور مزار کی چار دیواری - مسجد اور متعلقہ عمارات منہدم  
کر دی گئیں۔ رعایا نے اس صدمہ سے بہت کچھ چیخ پکار کی۔  
مگر نقارخانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔ مسٹر کلادیس  
نے جو اس کام کے ہتھم تھے تمام عمارات کو گرا کر خاص مزار کی  
طرف ہاتھ بڑھایا۔ ابھی ایک رات باقی تھی اور صبح کو مزار مبارک  
پر دستِ گستاخ دراز ہونا تھا کہ اتفاقاً رات کو خود ہمارے کھڑک سنگھ  
کا قلم وجود منہدم ہو گیا۔ اور اس موت سے مزار کو ایک دن کی  
ہمت اور مل گئی۔ دوسرے دن کنور نوناہل سنگھ جب باپ کی

نفس کو داغ دیکر قلعہ میں داخل ہونے لگا تو شکبِ سلامی کی گنج  
سے قلعہ کی ایک منڈیر نے گر کر اسکو اور اس کے ساتھ میاں  
اودھم سنگھ کو بھی ہمیشہ کے لئے پیوندِ زمین بنا دیا۔ اتفاقاً  
حادثات سے لوگوں کے دل نہل گئے اور اس مزار کی مندرمہ  
عمارات از سر نو بنکر تیار ہو گئیں +

اس مزار کی چار دیواری میں علاوہ ایک خوشنام مسجد کے  
جو غلام نبی کوٹھی دار کی مسجد کی جگہ میاں عزیز گلڑ و رئیس  
بارہ مولا کشمیر نے ۱۳۱۳ھ میں بنوائی ہے۔ سجادہ نشینوں کے  
پختہ مکانات اور ایک خوشیہ ٹال بھی بنا ہوا ہے۔ جسے انجن  
خوشیہ نے ۱۸۹۶ء میں تعمیر کیا تھا +

اس مزار پر سال میں ایک مرتبہ بامہ بیج الاقل غرس  
ہوا کرتا ہے اور لاہور کے علاقہ امرتسر۔ پشاور وغیرہ سے  
کثرت کے ساتھ عقیدت مند مسلمان شریک ہوتے ہیں +

اشتہارات کے صفحات ۵-۴-۳-۲-۱ ضرور ملاحظہ کیجیے !

اور کے  
عزت  
حب  
ورآخر  
یہاں

رکنور  
یلاہور  
رحمت  
صافی

نہم  
رکی  
یہاں  
رکی  
بارک  
جنگ  
کی



## مندر اور سادھیں

یوں تو لاہور میں سینکڑوں مقدس مندر اور بیٹیوں  
 سادھیں ہیں۔ لیکن اگر تاریخی نظر سے دیکھا جائے تو ان  
 میں شاید ایک بھی ایسا نہ نکلے جس کی تعمیر کو سو سال گزر گئے  
 ہوں۔ اگرچہ بہت سے مندر قدیمی اور پُرانے ہیں مگر سکھوں  
 کے عہد میں چونکہ قریب قریب سب کی عمارت میں تجدید  
 ہو چکی ہے۔ اسلئے اب ایک مندر یا سادھ کی نسبت بھی یہ  
 نہیں کہا جاسکتا۔ کہ اس کی عمارت قدیمی اور تاریخی لحاظ سے  
 قابل دید ہے۔

سوائے چند مستثنیات کے کسی مندر کی عمارت شاندار  
 اور دیکھنے کے لائق بھی نہیں۔ جو باہر کے آنے والوں کو اپنی  
 طرف کھینچے۔ اسلئے ہم اپنی گائیڈ میں مختصر طور پر صرف چند  
 اُن مندروں یا سادھوں کا ذکر کرتے ہیں جن میں کیا بہ لحاظ  
 تاریخ اور کیا بہ لحاظ عمارت کوئی نہ کوئی ایسی بات ضرور موجود  
 ہے جو سیاحوں کو وہاں تک لے جانے میں کامیاب  
 ہو سکتی ہے۔

## سماۃ حقیقت رائے

جائے وقوع۔ لاہور سے دو میل کے فاصلہ پر  
مشرق کی طرف۔ کوٹ خواجہ سعید کے پاس۔

حقیقت رائے نواب ذکر یا خاں صوبہ دار لاہور کے زمانہ میں  
ایک شہرہ سالہ نوجوان تھا۔ اور ایک کتب میں فارسی پڑھا کرتا تھا  
اُستاد کی عدم موجودگی میں ایک ہم عمر مسلمان لڑکے سے کسی بات  
پر تکرار ہو پڑی۔ اور حقیقت رائے نے اُس مسلمان لڑکے کو سبچ  
دینے کی نیت سے اہل بیت سرور کائنات (صلعم) کی شان میں  
گستاخی کی۔ اُستاد کے آنے پر تمام لڑکوں نے ملکر اس غناک  
واقعہ کی رپورٹ کی۔ اور اُستاد نے غصہ میں قاضی شہر کے پاس  
حقیقت رائے کا چالان کر دیا۔ ایسے گستاخ مجرموں کی سزا  
مسلمانوں کے قانون فوجداری میں چونکہ موت قرار دی گئی ہے۔  
ثبوت ہم پہنچ جانے پر قاضی نے حقیقت رائے کو بھی موت ہی کا  
حکم سنایا۔ اور فیصلہ منظوری کے لئے حاکم اعلیٰ کے اجلاس میں  
بھیج دیا۔ حاکم اعلیٰ یعنی نواب ذکر یا خان نے ملزم کی نوجوانی پر رحم  
کھا کر اُسے رہائی کی آخری تدبیر بتلائی اور اُس سے اس طرح  
نیک چلنی کی ضمانت طلب کی۔ کہ اگر وہ موجودہ جرم سے توبہ کر کے

یوں  
ان  
گئے  
ہوں  
ریہ  
یہ  
سے  
را  
نی  
ظ  
ر  
د  
ا

آئندہ کے لئے مشرف بہ اسلام ہو جائے تو رہا کر دیا جائے۔  
 مگر اس دھرم کے شیر نے ایسی ضمانت دینے سے انکار کیا  
 اور اپنے دھرم پر قربان ہو کر ہمیشہ کے لئے نام کر گیا۔ جس جگہ  
 اس شہیدِ ملت کی لاش جلائی گئی تھی۔ اُسی جگہ یہ سادھ بنی  
 ہوئی ہے۔ اور اب تک ہزاروں ہندو مرد عورت عقیدت  
 دلی سے جا کر اس کی جہ سائی کرتے ہیں۔ اور بسنت کا میلہ  
 بھی ہر سال اسی سادھ پر مناتے ہیں \*

## چو بارہ چھو بھگت

جائے وقوع۔ ریلوے روڈ پر۔ چوک میں  
 چھو شاہجہان کے عہد میں قوم بھاٹیہ سے ایک خدار سیدہ  
 بھگت تھے۔ صرافی کی دکان کیا کرتے تھے۔ مگر حضرت میانہ  
 شاہ بلاول اور میاں وگد صاحب کے فیضِ محبت سے کچھ  
 ایسی خدا کی لو لگی کر دنیا نے دنی کو لات مار کر اپنے چو بارہ میں  
 گوشہ نشین ہو گئے۔ اور خدا کی یاد میں دن گزارنے لگے۔  
 چو بارہ میں ایک چوہی زینہ لگا رکھا تھا جو ہر وقت زمین سے  
 اٹھا رہتا تھا۔ تاکہ عوام الناس عبادت الہی میں خلل نہ ہوں  
 تمام عمر اس مرد خدا نے اس طرح بسر کی اور آخر شہید بھری

میں بیٹھے بیٹھے اس بارہ غائب ہو گئے۔ لوگوں نے اس چو بارہ کو  
آپ کی سادھ قرار دی۔ جواب تک سچ خاص عام ہے۔ اور  
ہفتہ میں دو مرتبہ پیر اور منگل کے دن متقین کے ہجوم سے  
خاص رونق ہو جاتی ہے +

تین حاکموں کی حکومت کے زمانہ میں باوا پرستوں کو اس  
جے پور میں اس سادھ کو خاص رونق دی۔ مگر موجودہ عالیشان  
عمارت ہمارا جبرجیت سنگھ کی بنائی ہوئی ہیں۔ سادھ کے  
متعلق بڑی وسیع زمین ہے اور چار دیواری میں علاوہ بھگت  
کی سادھ کے اور بھی بہت سی سادھیں اور مختلف عمارتیں بنی  
ہوئی ہیں +

اس سادھ کے منت جو داؤد پتھے ہیں۔ ہمیشہ بھر درمنا  
پسند کرتے ہیں۔ ان کا اپنا جدا گانہ گرتھ ہے جسے منت  
دادو رام جی نے تصنیف کیا ہے۔ شاستری زبان میں لکھا  
ہوا ہے اور اس میں خدا کے واحد کی عبادت کرنا۔ گوشت۔  
شراب اور جھوٹ سے پرہیز کرنا۔ سوائے مالک حقیقی کے  
کسی اور کا محتاج نہ ہونا ہر ایک منت کے لئے فرض قرار  
دیا گیا ہے +

ار کیا  
رنگ  
ہنی  
ست  
سیلہ

بید  
نیں  
چھ  
بن  
ہے  
بن  
ی

## شوالہ بخشش بھگت رام

جلائے وقوع۔ چو نے منڈی۔ کوچہ مسرین  
 یہ خوشنما شوالہ ۸۴۳ھ میں بخشش بھگت رام نے تعمیر کیا  
 جو ہمارا جبرنجیت سنگھ کے لشکر کا بخشش تھا۔ اس کی تعمیر میں  
 اکثر جگہ سنگ سرخ اور سنگ مرمر خرچ ہوا ہے اور بہت سی  
 مقدس مورتیں جا بجا قریب سے سجائی ہیں۔ شوالہ کے گنبد  
 میں سونے کے ایک اور ساٹھ کلس دور سے عجب بہار دکھاتے  
 ہیں کئی فوارے مندر کی زینت ہیں۔ کئی خوبصورت  
 دالان۔ نشستگاہ ہیں اور سردھانے بیٹے ہوئے ہیں۔ جگ موہن  
 کی عمارت واقعی من موہنی ہے۔ اس کے اوپر سورج کبھی اور  
 شہری کلس اس کی شان کو دو بالا کئے دیتے ہیں۔ مندر  
 کے صحن میں ایک سنگ مرمر کا دو گز مربع چبوترہ ہے۔  
 جسے دھرم شلا کہتے ہیں۔ بخشش صاحب اسی چبوترے پر  
 بیٹھ کر برہمنوں کو دان پُرن کرتے تھے۔ اسی صحن میں بیرونی  
 دروازہ کے سامنے بخشش صاحب کی طلائی سجادہ ہے۔  
 اور پاس ہی ان کی قلمی تصویر لٹک رہی ہے جو اسی زمانہ  
 کی بنی ہوئی بتائی جاتی ہے۔

## باولی صاحب

جلانے وقوع۔ ڈہی بازار کی جنوبی دکانوں کے پیچھے  
یہ ایک مشہور تانہی مکان ہے۔ جسے پنجاب کے سکھ  
بہت متبرک خیال کرتے ہیں +

جھانگیر کے عہد میں پہلے یہاں گرو کے ایک سکھ کا  
مکان تھا۔ جسے اُس نے ایک عورت کے ہاتھ میں تو گرو پے  
میں فروخت کر دیا۔ عورت اُسے گرا کر نیا مکان بنانے لگی  
تو نیچے ایک تہ خانہ نکل آیا جس میں ایک طلائی چھپر کھٹ۔ طلائی  
پیڑھا اور ایک طلائی چرخہ محفوظ رکھا ہوا تھا۔ ایسا نہ عورت نے  
یہ مال بائع کو دینا چاہا اور بائع نے مشتری کا حق سمجھ کر لینے  
انکار کر دیا۔ معاملہ بادشاہ تک پہنچا۔ بادشاہ نے تمام مال  
گرو صاحب جی کی نذر کر دیا۔ گرو جی نے اُس مال سے اُسی  
موقعہ پر ایک باولی تعمیر کی۔ اور اُس کے پاس ہی ایک اور  
مکان لیکر اُسے لنگر خانہ قرار دیا +

شاہجہان کے عہد میں جب گرو ہرگوبند جی جانشین  
ہوئے تو ان کی قاضی شہر سے بگڑ گئی اور فوج کشی تک ذمت  
پہنچی۔ اگرچہ شکست قاضی کو ہوئی۔ مگر گرو جی بھی خوف کھائے

امر قسر چھوڑ کر کہیں چلے گئے۔ اُن کی جائداد و املاک ضبط ہوئی اور یہ باولی اور لنگر خانہ بھی ضبط کی فہرست میں داخل ہوا۔ قاضی نے باولی کو بند کر کے اُس پر مکانات بسائے اور لنگر خانہ کی جگہ ایک کالسی کا مسجد تعمیر کر دی ۔

زمانہ نے تاریخ کے کئی ورق پلٹ دئے اور آخر مہاراجہ رنجیت سنگھ تخت پنجاب پر براجمان ہوئے۔ اور آپ نے گرو کی بشارت سے اس باولی کو کھود کر نکالا۔ اور ۱۸۳۹ء میں موجودہ عمارت کو از سر نو تعمیر کیا۔ اور مسجد کو پیوند زمین بنا کر اس کی جگہ مکانات بسا دئے ۔

اگرچہ فن تعمیر کے لحاظ سے یہ کوئی قابلِ دید جگہ نہیں۔ مگر تاریخی پہلو اور مذہبی خیال سے اس کی اب بھی عظمت کی جاتی ہے ۔

## سما دھ مہاراجہ رنجیت سنگھ

جائے وقوع۔ دروازہ قلعہ کے سامنے۔ شاہی مسجد کے شمال مشرقی مینار کے پاس اس سما دھ کی طرز تعمیر اگرچہ کچھ مسلمانی بھی ہے۔ مگر زیادہ تر ہندوئی وضع کو پسند کیا گیا ہے۔ بڑے دروازہ پر

گنیش جی اور برہما کی تصویریں سنگِ سُرخ میں کھدی ہوئی ہیں۔  
 سادھ کی چھت پر چھوٹے چھوٹے شیشے لگ رہے ہیں جو سفید  
 مصالح میں جڑے ہوئے خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔ درمیانی ڈاٹ  
 کے نیچے ایک خوبصورت ساٹیان کے تلے مہاراجہ کے پھولوں  
 کا کنول ہے۔ اسی طرح چھوٹے کنل میں مہاراجہ کی چاروں  
 بیویوں اور سات بانویوں کے پھول ہیں جو مہاراجہ کے ساتھ  
 سستی ہو گئی تھیں۔ دو اور نشان اُن دو کبوتروں کے راکھ کے  
 ہیں جو مہاراجہ کی چتا پر گر کر گویا سستی ہو گئے تھے۔

ایک کمرے میں سنگِ مرمر کی چھوٹی سی بارہ دیو ہے۔ جو  
 رانی چنداں کی تھی۔ اور اُس نے لاہور چھوڑتے ہوئے سادھ  
 پر چڑھا دی تھی۔

سادھ کی تعمیر کھڑک سنگھ نے شروع کی۔ شیر سنگھ نے بھی اس  
 میں حصہ لیا۔ اور آخر دیکھ سنگھ کے عہد حکومت میں تکمیل کو  
 پہنچی۔ پچھلے دنوں اندرونی سنگِ مرمر کی محرابوں کی حالت کچھ  
 خطرناک ہو گئی تھی۔ جنہیں سروڈ نلڈ میکل وڈ لفٹ گورنر  
 پنجاب نے تازہ مصالحہ لگوا کر مضبوط کرا دیا ہے۔



## سما دھ گروارجن جی

جائے وقوع۔ روشنائی دروازہ کے باہر۔ قلعہ کے دروازہ کے سامنے  
 گروارجن جی سکھوں کے پانچویں گرو تھے۔ دریائیں  
 نہاتے ہوئے غرق ہوئے۔ لاش ہاتھ نہ آئی جو نذر آتش ہوتی۔  
 مگر یادگار کے طور پر یہ سما دھ بنائی گئی۔ جسے ہمارا پنجیت نگھ  
 نے وسعت دیکر ایک عالی شان عمارت بنا دیا۔ جواب تک موجود  
 ہے۔ بلکہ اس سال اُس عمارت کی اور بھی توسیع کی گئی ہے۔  
 اس سما دھ پر ہر سال میں ایک مرتبہ میلہ لگتا ہے اور  
 یوں بھی ہر روز صبح کو شہر کے ہندو اور سکھ مرد و عورتوں کا ہجوم لگا  
 رہتا ہے۔ دُور دُور کے سکھ اس متبرک مکان کی زیارت  
 کرتے ہیں۔

## شوالہ دیوان تن چند و تالاب رتن سر

جائے وقوع۔ شاہ عالمی دروازہ کے باہر۔ جیند روڈ پر۔  
 اس شوالہ کے ساتھ ایک نہایت وسیع اور پختہ تالاب  
 بھی بنا ہوا ہے جو ہر وقت لبالب بھرا رہتا ہے۔ شہر کے مرد  
 و عورت روز اس میں نہاتے اور اس سے فائدہ اٹھاتے

میں +

یہ تالاب اور شوالہ دیوان رتن چند نے جو بہار اچھوت گنگہ  
کے حصوری نویس اور عہد سرکار انگلشیہ میں شہر کے زیر بری محسوس  
تھے۔ ۱۵۵۷ء تعمیر کرایا تھا۔ ان کے بعد ان کے فرزند اکبر  
لالہ بھگوان اس نے تالاب کے جنوبی کنارے پر ایک اور عالیشان  
مندر تعمیر کیا جسے دیکھ کر ہر کے پجاریوں کے دل ہرے ہو جاتے  
ہیں۔ اسی تالاب کے شمالی کنارہ پر دیوان موصوف کی سادھ  
بھی پختہ بنی ہوئی موجود ہے +

تالاب اور مندر کا سین دلفزا اور قابل دید ہے۔ خصوصاً  
چاندنی رات میں خوب بہار دکھاتا ہے +

## ٹھاکر دوارہ پنڈت بنسی لال

جلئے وقوع۔ انارکلی میں۔ گنپت روڈ کے سامنے  
تیرہ چودہ سال ہوئے کہ بیوگان پنڈت بنسی لال رئیس  
لاہور نے اُن کی وصیت کے مطابق اس شوالہ کو بیوانا شروع کیا  
تھا۔ اس قدر عرصہ گزر گیا۔ اور تخمیناً پونے دو لاکھ روپے خرچ  
ہو چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک اس کی عمارت ختم نہیں ہوئی +  
انارکلی بازار میں اس مندر کا طولانی مہراجا کی گنبد بنی



## جدید عمارات

اس حصہ میں صرف اُن شاندار عمارتوں کا تذکرہ کیا جائیگا جو عہد برطانیہ میں تیار ہوئیں۔ اور بلحاظ حسن عمارت قابلِ دید ہیں +

### چیف کورٹ پنجاب

جلے وقوع - مال روڈ

یہ عمارت رنڈرسا رینک (ہندوستانی مسلم) طرز کی بنی ہوئی ہے۔ نقشہ عمارت برٹشنگٹن بہادر انجینئر نے تجویز کیا تھا۔ اور مسٹر جے۔ اے۔ ہلٹن اگزیکٹو انجینئر کی زیر نگرانی ۱۸۳۷ء تا ۱۸۴۱ء میں مکمل ہوئی + تمام عمارت پتی اینٹوں سے بنی ہوئی اور جابجا جالیوں اور سنگروں سے آراستہ کی گئی ہے۔ دراندن کے بیرونی محرابیں اور جالیاں نوشرہ کے رنگ دار سنگ مرمر سے بنائی گئی ہے۔ درمیانی حوض کا فرش سنگ مرمر کا ہے اور چھت پر دیو دار کی لکڑی لگی ہے +

## ریلوے سٹیشن

جبکے وقوع - شہر کے مشرق میں  
یہ عمارت شکل و صورت میں بالکل ایک قلعہ کے مشابہ  
اور شاید ضرورت کے وقت قلعہ کا کام بھی دے سکے۔ اس کا  
کافقشہ مٹر ڈبلیو برٹن سی۔ اسی نے تجویز کیا۔ اور شہر ٹھیکہ دار  
میاں سلطان کے زیر اہتمام بنکر تیار ہوئی۔ اس کا سنگ بنیاد  
لاٹو لادنس نے ۱۸۵۹ء میں رکھا تھا۔ اور ۱۸۶۷ء میں سب  
سے پہلی ٹرین یہاں سے امرتسر کو روانہ ہوئی۔ لاگت کا تخمینہ  
پانچ لاکھ کیا جاتا ہے۔ اور اس وقت سے اب تک اس عمارت  
میں بہت کچھ ایزادی و ترمیم بھی ہو چکی ہے +

## ٹاؤن ہال

جبکے وقوع - بنک روڈ پر۔ گول باغ کے جنوب میں  
یہ عمارت جسے ”کٹوریہ جوہلی ٹاؤن ہال“ کہتے ہیں۔ لاہور  
کی ایک خوبصورت عمارت ہے۔ ۲۔ فروری ۱۸۹۰ء کو شہزادہ  
البرٹ وکٹ نے اس کی شاندار رسم افتتاح ادا کی تھی اور ۱۸۸۷ء  
میں سر چارلس ایچسن لفٹنٹ گورنر پنجاب نے اس کا سنگ بنیاد

رکھنا تھا۔ مٹر بگ سن نے اس کا نقشہ تجویز کیا اور مٹر بل  
 میونسپل انجینئر نے ۶۰۰۰ روپے کی لاگت سے اسے تعمیر کرایا۔  
 اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ میں اس عمارت کے دو فوٹے  
 برج اور کئی چھوٹی برجیاں گر گئی تھیں جنہیں میونسپلٹی نے  
 پھر بدستور بنوا دیا۔ مگر اس دفعہ بڑے برج بجائے اینٹ اور  
 چونے کے لوہے کی چادروں سے تیار کئے گئے ہیں۔  
 عمارت کے سامنے راجہ ہر ہنس سنگھ کا عطا کیا ہوا ایک  
 خوبصورت فوارہ لگا ہے جو اس کی شان کو دوبالا کر رہا ہے۔

## مارکیٹ

جائے وقوع۔ انارکلی۔ مال روڈ پر  
 یہ اطالیہ طرز کی خوبصورت عمارت ۱۸۶۴ء میں ناگش پنجاب  
 کے لئے لوکل پرائونشل اور اسپرینٹل فنڈ سے تیار کی گئی تھی۔  
 ناگش کے بعد اسے لاہور کا عجائب خانہ بنایا گیا اور اب ۱۹۶۶ء  
 سے بطور مارکیٹ استعمال ہو رہی ہے۔ مارکیٹ بنانے کے  
 وقت اس میں بہت کچھ ترمیم و تیسرے کی گئی تھی جس سے اس  
 کی شان اور مضبوطی آدھی زیادہ ہو گئی۔

## گورنمنٹ کالج

جائے وقوع۔ کچھری روڈ۔ گول باغ کے شمال میں  
 یہ عمارت کا تھک طرز پر بنائی گئی ہے جو اپنے خوبصورت  
 اور بلند میناروں کی وجہ سے نہایت شاندار اور بارعب نظر  
 آتی ہے۔ ڈبلیو بروٹن صاحب سپرنٹنڈنگ انجینئر نے اس کا  
 نقشہ تھوڑا کر دیا۔ اور رے بہادر لاکھ ہتھیالال انگریجوں کی  
 زیر نگرانی ۳۲۰۵۳ روپے کے خرچ سے بنکد تیار ہوئی  
 ۱۹۰۶ء میں اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور پورے پانچ سال  
 اس کی تکمیل میں خرچ ہوئے۔

اس کے بڑے مینار پر ایک بڑا سا گھنٹہ لگا ہوا ہے۔  
 اور اس کا نال اپنی خوبصورتی اور وسعت کی وجہ سے تمام  
 کالجوں میں ممتاز ہے۔

اس کے احاطہ میں ایک پڑانا گر جاتھا جس میں ۱۸۵۷ء  
 سے سامان درزش رکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک  
 شاندار بورڈنگ ہاؤس طلباء کی رہائش کے لئے تعمیر  
 کیا گیا ہے۔

## کتھیلڈرل

جائے وقوع چیف کورٹ کے سامنے میکلوڈ روڈ پر  
یہ شاندار عمارت برج اپنی خوبصورتی - وسعت اور طرز تعمیر کے  
آپ اپنی نظیر ہے۔ اینٹوں سے بنائی گئی - اور کئی دیگر خوبصورت  
پتھر سے سجائی گئی ہے جو جہلم پار سے آیا تھا۔ مسٹر۔ اوسکاٹ  
نے اس کا نقشہ تجویز کیا۔ اور برٹ کمپنی کلکتہ کے ایجنٹ مسٹر  
اٹفیلڈ سی۔ اسی کی زیر نگرانی ۲۷,۸۰۰ روپے کے خرچ سے  
شہر میں تیار ہوئی +

اس کے مینار میں جو پرانی انگریزی طرز پر تعمیر برج کے  
بنایا گیا ہے۔ ایک خوبصورت گھنٹا لگا ہوا ہے جس کے ساتھ  
ایک باج بھی ہے جو نماز کے وقت خود بخود بکنے لگتا ہے۔ اور  
خدا کی پرستش کرنے والوں کو خواب غفلت سے جگانا دیتا ہے +

بزمِ اردو لاہور نے انگریزی شارٹ ہینڈ رائٹنگ کے اصول پر اردو خط نوی  
کو مرتب کر لیا ہے۔ جسے اردو تحریر میں ایک نیا انقلاب پیدا ہوگا۔  
پہلا رسالہ تصحیب کرفائش میں پیش ہو گیا۔ ہر ایک میٹر۔ پوورٹر۔ پولیس آفیسر  
اور ہر کپڑے کی سکرٹری کو اس کی ضرورت ہے صرف چار آنے میں  
آزمیری سکرٹری بزمِ اردو لاہور سے مل سکتا ہے +



## لارنس اور منٹگمری ہال

جائے وقوع چڑیا خانہ کے پرے۔ مال روڈ پر  
 یہ شاندار اور بانگے ایوان لارنس باغ میں بنے ہوئے  
 پنجاب کے دو لفٹنٹ گورنروں کی یاد دلوں میں تازہ کر رہے ہیں  
 لارنس ہال ۱۸۷۶ء میں پنجاب کے سب سے پہلے  
 لفٹنٹ گورنر سر جان لارنس کی یادگار میں مسٹر جی سٹون سی۔ ای  
 کے نقشہ کے مطابق ۳۴۰۰ روپے کے خرچ سے یورپین  
 اصحاب کی آسائش کے لئے تیار کیا گیا۔ جو ان کے عام جلسوں  
 اور تماشوں کے کام آتا ہے۔

منٹگمری ہال ۱۸۷۷ء میں رئیسان پنجاب کے چندے  
 سے بیاوگارسربراٹ منٹگمری سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب تعمیر  
 کیا گیا۔ نقشہ عمارت مسٹر جے گاڈڈن نے تجویز کیا تھا۔ اور پونے  
 دو لاکھ روپے کے خرچ سے تکمیل کو پہنچا۔ ۱۸۷۷ء میں اس  
 کی چھت پھر از سر نو ککڑی سے بنوائی گئی تھی۔ یہ ہال بھی  
 یورپین اصحاب کے استعمال میں آتا ہے اور اس میں بڑے  
 بڑے تاج اور دربار ہونے رہتے ہیں۔

## ایچپسن کالج

جائے وقوع - چھاؤنی کو جلاتے ہوئے مال روڈ پر  
 پنجاب چھپس کالج جو پنجاب کے راجول - نوابوں اور خاندانی  
 رئیسوں کی تعلیم گاہ ہے - حسن تعمیر کے لحاظ سے ایک بے نظیر  
 عمارت ہے - ۳ - نومبر ۱۹۵۷ء کو راسٹ آنربل دی ایل آف  
 ڈفرن نے اس کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا - اور اس موقع پر  
 دیر رائل بائیسر دی ڈیوک اینڈ رڈچرائٹ کیاٹ بھی  
 تشریف رکھتے تھے +

اس کی عمارت پر ۳۸۵۵۲۰ روپے خرچ ہوئے ہیں -  
 اور اس کے احاطہ میں ایک ڈسپنسری اور طلباء کی رہائش کے  
 لئے کئی خوبصورت بورڈنگ ہاؤس بنے ہوئے ہیں - جن  
 کے پاس ہی ۱۹۵۶ء میں نواب بہاولپور نے ایک  
 شاندار اور دل فریب مسجد بھی تعمیر کرائی ہے +

## میو ہسپتال

جائے وقوع - انارکلی کے شرق میں - ہسپتال روڈ پر  
 یہ اطالیہ طرز کی شاندار عمارت اصول حفظان صحت

کے مطابق تعمیر کی گئی ہے۔ اس کے چاروں کونوں پر چار  
 بڑے بڑے مخروطی ۲۰ فٹ بلند برج بنے ہوئے ہیں یہ میرا  
 میں ان سے بھی بڑا ۲۰ فٹ اونچا ایک اور برج ہے جس میں  
 ایک بڑا سا گھنٹا لگا ہوا ہے۔ ۱۹۵۶ء کے زلزلہ میں اس  
 برج کو بھی صدمہ پہنچا تھا جس کی وجہ سے اس کی بالائی منزل  
 پھر از سر نو بنوائی گئی۔ عمارت دو منزلہ مضبوط اور خوبصورت  
 ہے۔ جنوب کی طرف اور بہت سی عمارات ہیں جن میں یورپین  
 مریضوں کے وارڈ۔ اور سڑک کے پرے مژدہ خانہ نہایت شاندار  
 بنے ہوئے ہیں۔ شمال مغرب میں آٹھ اور کان کے بیماروں کے  
 لئے اور ایک نچتہ دو منزلہ عمارت حال میں تعمیر ہوئی ہے۔  
 میڈیکل کالج بھی اسی احاطہ میں ہے +

یہ عمارت مسٹر ڈبلیو برٹن سپرنٹنڈنٹ انجنیئر کے نقشہ  
 کے مطابق راہ بہادر لالہ کنہیا لال اگزیکیوٹو انجنیئر کی زیر نگرانی  
 ۱۹۵۸ء - ۱۹۶۱ء کے خرچ سے تعمیر ہوئی۔ اکتوبر ۱۹۶۱ء  
 میں ارل میوڈ انسرایہ ہند نے اس کا ملاحظہ کیا۔ اور  
 اجازت دی کہ اس کا نام ان کے نام نامی پر "میو ہسپتال"  
 رکھا جائے +

## بڑا ڈاک خانہ

جائے وقوع - اہر مال

یہ شاندار عمارت جس میں یورپین اور ایشیائی دونوں مذاق کی جھلک نظر آتی ہے۔ فروری ۱۹۰۷ء سے شروع ہو کر اکتوبر ۱۹۰۷ء میں ختم ہوئی۔ دو مستقیم لائنیں بڑے بڑے کمروں کی شمال سے جنوب اور جنوب سے مغرب کی طرف بنائی گئی ہیں۔ ان کے سروں پر دو دو خوشنما گنبد عجب بہار دکھاتے ہیں۔ دو نو قطاروں کے مرکز میں ایک اور بہت بڑا شاندار گنبد ہے جس میں بڑا سا کلاک لگا ہوا ہے۔ دو نو منزلوں میں ڈاک خانہ کے متعدد دفاتر ہیں۔ اور تمام شہر کی ڈاک بیس سے مختلف حلقوں میں تقسیم ہوتی ہے۔ اس عمارت پر ۱۶۴۷۵ روپے خرچ ہوئے ہیں +

## پنجاب یونیورسٹی ہال

جائے وقوع - عجائب خانہ کے سامنے مال روڈ پر

یہ خوبصورت عمارت ہنر آرمز چارلس منٹگری دیواڈ کے سی ایس ایس۔ ایم ای لفٹلٹ گورنر پنجاب چانسلر پنجاب یونیورسٹی -

سرلیوس ٹیٹر ملی اے۔ کے۔ سی۔ آئی۔ اسی۔ سی۔ ایس۔ آئی  
 وائس چانسلر اور مسٹر اے۔ سی۔ مولنرایم اے رجسٹرار کے زمانہ  
 میں ۱۸۲۴ء ۱۸۲۵ء روپے کے خرچ سے بنائی گئی۔ بھائی رام سنگھ  
 وائس پرنسپل میونسپل آف آرٹ نے اس کا ڈیزائن تجویز کیا۔  
 اور مسٹر ایچ۔ ایم۔ ہینسن انجینئر اور مسٹر جی۔ اے۔ میکملین  
 کارمک اسسٹنٹ انجینئر کے زیر اہتمام بنکر تیار ہوئی۔ ۴۔ جنوری  
 ۱۹۰۶ء کو نہر آنر نے اس کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ یہ عمارت  
 سرکاری عمارتوں میں دوسرے درجہ پر شمار ہوتی ہے۔ درمیانی  
 برج میں ایک بہت بڑا کلاک لگا ہوا ہے۔ یہی عمارت  
 پنجاب یونیورسٹی کا کمرۂ امتحان ہے۔ اور اسی میں آج کل لالچ  
 کا دفتر اور اوری اشل کالج کی جماعتیں تعلیم پاتی ہیں +

## بنک آف بنگال

جائے وقوع۔ مال روڈ پر۔ ڈاکخانہ کے سامنے

یہ شاندار دو منزلہ عمارت جو بینک آف بنگال کی اپنی ملکیت  
 ہے۔ ۱۹۰۶ء میں قریباً دو لاکھ روپے کے صرف سے مارٹن اینڈ پنی  
 انجینئرز کلکتہ کے زیر اہتمام بنکر تیار ہوئی ہے۔ مال روڈ میں آئے  
 جلتے اس کا خوبصورت بلند اور سفید گنبد دور سے عجیب بہار

دکھاتا ہے۔ اسی عمارت میں بنک آف بنگال کا دفتر ہے۔ اور  
اسی میں سرکاری خزانہ رہتا ہے۔

## رومن کیتھولک چرچ

جائے وقوع۔ لارنس روڈ

اس خوبصورت اور عظیم الشان گرجے کی تعمیر ۱۹۰۷ء سے  
شروع ہو کر نومبر ۱۹۱۷ء میں ختم ہوئی ہے۔ اس کا خوبصورت  
نقشہ اہل انجیلیم کی دماغ سوزی کا نتیجہ ہے۔ اس کی عمارت پر قریباً  
پانچ لاکھ روپے صرف ہوئے ہیں۔ ایسی خوبصورت۔ ایسی مضبوط  
اور ایسی مستحکم عمارت موجودہ زمانہ میں آج تک کوئی تیار نہیں  
ہوئی ہے۔ اور آج کل کی عمارتوں میں یہی ایک ایسی عمارت ہے  
جو اپنی پائداری کی وجہ سے ایک عرصہ تک آفاتِ زمانہ کا مقابلہ  
کرے گی۔ اور دیر تک صنایعِ عجم کی طرح اپنے دیکھنے والوں کو اپنے  
بنانے والوں کی یاد دلاتی رہے گی۔

آج کل رپورٹڈ برادر جو چم اس گرجے کے افسرِ اعلیٰ ہیں۔  
وہ فرماتے تھے کہ اگر کوئی صاحب ہمارے گرجے کی سیر کے لئے  
تشریف لائینگے تو ہمیں اُن کے آنے سے بے حد خوشی  
ماصل ہوگی۔

## نیدو ہوٹل

جلئے وقوع۔ چڑیا خانہ کے سامنے مال روڈ پر  
چیمبرنگ کر اس سے ذرا آگے بڑھیں تو ایک سُرخ رنگ  
کی شاندار عمارت نظر آتی ہے۔ اس عمارت میں آجکل نیدو ہوٹل  
ہے۔ اسے لاہور کے مشہور رئیس رائے صاحب لالہ رام مندراس  
نے قریباً تین لاکھ روپے کے صرف سے ۱۹۷۷ء میں بنوایا ہے  
اور سٹر ہر خود ڈکے زیر اہتمام بنکر تیار ہوئی ہے۔ حسن اتفاق  
ستے یہ عمارت ایسی جگہ واقع ہوئی ہے جس کے چاند نہ ملے  
سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے اور اس سبزہ میں اُس کی سُرخ رنگ  
بلند دیواریں اور اُن کی چوٹیوں پر کئی سیاہ خام خوشنما بُرجیاں  
عجیب بہار دکھاتی ہیں۔ اس عمارت میں تمام بجلی کی روشنی  
اور بجلی کے پنکھے لگے ہوئے ہیں۔ اور اس کے صرف ایک حصہ  
سے آج کل ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار کرایہ وصول ہوتا ہے۔

## عجائب خانہ

جلئے وقوع۔ یونیورسٹی ہال کے سامنے۔ مال روڈ پر  
اس شاندار عمارت کے ایک حصہ میں عجائب خانہ ہے۔

اور ایک حصہ میں میوسکول آف آرٹ - ایک لیکچر ہال بھی ہے۔ جس میں میچک لٹرن کے ذریعہ مفید اور دلچسپ لیکچر دئے جاتے ہیں +

۳۔ فروری ۱۹۷۹ء کو ہزار ایل ہائوس پرنس الیوٹ وکٹس آف ویلز کے جی۔ کے۔ پی نے اس عمارت کا سنگ بنیاد رکھا اور ۱۶۲۰۰۰ روپے کے صرف سے بنکر تیار ہوئی۔ حال میں اس کے سامنے طلباء میوسکول آف آرٹ لاہور کا بنایا ہوا ایک فوٹر لگایا گیا ہے جو پتھر سے بنا ہوا ہے۔ عجائب خانہ کا دروازہ بھی اس کے ساتھ ہی سنگ مرمر سے نہایت خوبصورت بنایا گیا ہے۔ اور یہ بھی طلباء کے موصوف کی صناعی کا نمونہ ہے +

عجائب خانہ میں پُرانی قلمی تصویریں - فوٹو گرافی کے نمونے جانوروں کے ڈھانچے - اکثر چیزوں کے لکڑی اور مٹی سے بنے ہوئے نمونے - دھاتیں اور معدنیات - صنعت و حرفت کے عجائبات - مٹی کی تصویریں - مختلف قسم کے سوتی - اونی اور لیشمی پارچات - پُرانے ہتھیار اور سیکے - اور ادبیت سی نادر و نایاب چیزیں سجائی گئی ہیں - ایک کمرے میں پتھر کے ترے بنے ہوئے بُت ہیں جو پُرانے زمانہ کی صناعی اور



اُس کے ساتھ عقیدت مندی کا پتہ دے رہے ہیں۔ ان کے ساتھ ہی بہت سے پُرانے کتبے ہیں جو مختلف زبانوں میں مختلف چیزوں پر کندہ کئے ہوئے ہیں۔ غرضیکہ عجیب و غریب اور عجیب و غریب چیزوں کا مخزن ہے کہلا ہوا۔ میں آنے والے اصحاب کو انہیں دیکھے بغیر لاہور سے ہرگز واپس نہ ہونا چاہئے۔ مختصر قواعد حسب ذیل ہیں :-

وقت ۱۔ سردیوں میں (یکم اکتوبر سے ۱۵۔ اپریل تک)

ہر روز ۹ بجے صبح سے ۵ بجے شام تک

اتوار کو ۱۲ بجے دوپہر سے ۲ بجے تک

ب۔ گرمیوں میں (۱۶۔ اپریل سے ۳۰ ستمبر تک)

ہر روز ۷ بجے صبح سے ۱۱ بجے تک

پھر ۳ بجے دوپہر سے ۶ بجے تک

اتوار کو ۳ بجے دوپہر سے ۶ بجے تک

ہر ماہ کا پہلا اتوار صرف عورتوں کے لئے مخصوص ہے۔

قواعد ۱۔ چھتری۔ چھتری اور گٹھڑی وغیرہ دروازے پر محفوظ

کے پاس چھوڑ دینی چاہئے۔

۲۔ عمامے خانہ کے اندر تبا کو پینا منع ہے۔

۳۔ کتوں کو اندر لے جانے کی اجازت نہیں۔

۴۔ دیسی جوتا دروازہ کے باہر اتار دینا چاہئے۔

## بچڑیا خانہ

جلے وقوع - چمیزنگ کراس کے پاس - مال روڈ پر  
لاہور کا چڑیاں بھی عجائبات میں شمار ہوتا ہے - ہاتھی کے سوا  
شاید ہی کوئی ایسا جانور ہوگا جو یہاں موجود نہ ہو \*

درندوں میں شیر چیتے - بچھ - بھیرے وغیرہ - چرندوں  
میں - ہرن - نیل گائے - بارہ سینگے اور کئی قسم کے جانور پرندوں  
میں - چھوٹے موٹے بے شمار مختلف رنگ - صورت اور قد و  
قامت کے حیوانات - آبی جانوروں میں - مرغابی - گڈنگ -  
حاصل - سیل - بگلے اور اور کئی قسم کے جانور - حشرات الارض میں  
سفید چوہے - خرگوش اور اور بہت سے جاندار بڑی کوشش  
اور جانفشانی سے ہتیا کئے گئے ہیں - مہن کے رہنے کے  
مکانات اور پھرے اکثر و الیاں ریاست اور روسائے پنجاب  
نے عطا کئے ہیں - عرض کر یہ باغ حیوانات لاہور کی زیرت  
ہے - اور دن بھر تماشا ٹیوں اور شوقینوں کی ہجوم سے بھرا  
رہتا ہے \*

ہر روز صبح سے شام تک اسے دیکھ سکتے ہیں - کھتے -  
گھوڑے - بائیسکل اور اور سواری کے جانور اندر لے جانے کی اجازت

نہیں۔ اور اس بات کی سخت مانعت ہے کہ چڑیا خانے کے جانوروں کو چھیرا اور دق کیا جائے +

## قومی عمارتیں

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
برہم سراج ہال	انارکلی - ہسپتال روڈ	بریلو ہال	منسل مزار قاضی بخش
دیو سراج ہال	انارکلی	آریہ سراج ہال	انارکلی - گیت روڈ
فرینک سون چیل	انارکلی	برکت علی چٹھان ہال	موجی دروازہ سرکلر روڈ

## گر جے - چپیل - پبلک عمارتیں بورڈنگ ہاؤس اور بعض دیگر مقامات

{ اس فہرست میں صرف وہ بورڈنگ ہاؤس درج ہونگے - جو }  
{ تعلیم لگھوں سے الگ بنے ہوئے ہیں + }

نام	جائے وقوع
۱۔ اسلامیاتی سکول بورڈنگ ہاؤس اور میٹل کالج بورڈنگ ہاؤس انگریزوں کا قبرستان ایضاً (پرانا)	گمشدہ دروازہ مصورری باغ سرکلر روڈ پیردن منکسالی دروازہ نیچر روڈ

نام	جائے وقوع
اسلامی قبرستان .. ..	طابہ رنگی میانی۔ بھوکاؤہ
اجنبی خانہ .. ..	بیوی پاکدامن
بہاؤپور ہاؤس .. ..	میرو روڈ
مانا ٹو میکل رومز (مروے خانہ)	ریلوے روڈ
ب۔ بہاؤپور ہاؤس .. ..	بہاؤپور روڈ
بشپ صاحب لاہور کی کوٹھی ..	کوہر روڈ
باغ لالہ جھوٹا لال .. ..	اپر مال
بشپ صاحب من کیتھولک کی کوٹھی	لائسن روڈ
پ۔ پنجاب آئس فیکٹری (برف خانہ)	راہرٹس روڈ
پانگل خانہ .. ..	سنٹرل جیل کے شرق میں
پٹیل ہاؤس .. ..	اپر مال
پریس پیپرین چیج سکاچ کرک	ناجھ روڈ
پنجاب سنٹرل بمب ڈپو .. ..	مفتی عام پریس۔ لاہور روڈ
پنجاب سول سکرٹریٹ .. ..	کورٹ سٹریٹ
پنجاب یونیورسٹی ایگزیکوشن ہال ..	عجائب خانہ کے سامنے
پنجاب لائٹ ہاؤس کامیڈین پریٹ	لوئر مال کے شرق میں
ت۔ تالاب رائے میلارام .. ..	میکلوڈ روڈ

کے

پنجاب

روڈ

روڈ

چو۔

روڈ

نام	جائے وقوع
ج۔ جینڈاؤس .. ..	لوئر مال
ج۔ چاندراری والنٹینسٹ پی۔ دی اٹلر	مٹان روڈ چورجی سے آگے
چاندراری والنٹینسٹ ریلوے .. ..	شالامار روڈ
خ۔ خالصبورڈنگ ہاؤس .. ..	متصل گورنمنٹ پریس
ڈ۔ ڈسٹرکٹ جیل .. ..	جیل روڈ
✓ ریلوڈ ہوسٹل .. ..	ریلوے روڈ
ریلوے کو پریڈیو سٹور .. ..	شالامار روڈ
ریلوے گودام گھر .. ..	"
ریلوے ٹھیکسٹر .. ..	"
رومن کیتھولک گرجا .. ..	لارنس روڈ
رومن کیتھولک گرجا ایکو لٹ کنیپشن	"
رومن کیتھولک کنونٹ (گرجا) .. ..	پچھری روڈ
ریلوے گرجا سینٹ اینڈریو .. ..	ایمپرس روڈ
ریلوے گرجا سینٹ اینتھین .. ..	"
ریلوے انسٹیٹیوٹ .. ..	وکتوریہ روڈ
ریلوے کیرج شاپ .. ..	متصل سٹیشن شرقی لاہور
راوہا کنڈ .. ..	سرکل روڈ (تھکسالی دروازہ)

نام	جلے وقوع
رصد گاہِ علم ہیئت .. .. .	جیل روڈ
ز زمانہ جیل خانہ .. .. .	نیشنل جیل کے پیچھے
س نیشنل جیل .. .. .	جیل روڈ
سینٹ ہال پنجاب یونیورسٹی .. .. .	پکھری روڈ
سرائے میاں سلطان .. .. .	لنڈا بازار
فٹ - فریڈ کوٹ ہاؤس .. .. .	مزننگ روڈ
ک کتھیٹرل آف ریلیجیونیشن .. .. .	اپر مال
کیورنٹ ہاؤس .. .. .	میکلیگن روڈ
گ گورنمنٹ ہاؤس ملہ .. .. .	اپر مال
گورنمنٹ ایگری ہارٹی کلچرل باغات .. .. .	اپر مال (متصل چڑیاخانہ)
ل - لاہور چیخا نہ .. .. .	لارنس باغ
لیڈی لائل ہوم (نرسوں کے لئے)	ہاسٹیل روڈ

لے گورنمنٹ ہاؤس دراصل محمد قاسم خاں کا مقبرہ ہے جو ہنشاہ کبر کا رشتہ میں بھائی تھا۔ اور پہلوانی کا بڑا شائق تھا۔ رنجیت سنگھ کے وقت تک یہ گنبد گشتی والا گنبد کہلاتا تھا۔ بعد از خوشال سنگھ نے یہاں ایک ہشت پہلو مکان بنوایا جسے اُس کے بھتیجے تیرا سنگھ سے گورنمنٹ نے لے لیا۔ اور گورنمنٹ ہاؤس قرار دیا اس کی دیواروں پر چینی کا نہایت خوشنما کام کیا ہوا ہے اور قاسم خان کی قبر کھانے کے کمرہ کے پیچھے ترخانہ میں اب تک موجود ہے +

نام	جائے وقوع
م۔ میٹیکول آف آرٹس بورڈنگ ہاؤس ..	لاج روڈ
میٹھوڈسٹ ایسی کولیشن چپل ..	خیر و پور روڈ
میڈیکل کالج بورڈنگ ہاؤس ..	ہال روڈ
میدان گھڑ دوڑ .. ..	جیل روڈ
مقدس ٹالوٹ کا گرجا ..	رابرٹس روڈ
میلارام ٹیٹھیٹھل ہال ..	سرکٹ روڈ (بھائی ڈرافٹ)
ن۔ نوکھا پریس، بغیر ترین گرجا، (ہندوستانیوں کے واسطے)	نکلسن روڈ
نوٹن ہال .. ..	نیپئر روڈ
و۔ ویسلیئن مشن چپل ..	نکلسن روڈ
واٹر ورکس .. ..	لنگے منڈی
لا۔ ہندوؤں کا مگھٹ .. ..	بیرون نکلسالی دروازہ
ی۔ یورین ویک ہاؤس .. ..	جیل روڈ
بقیہ	
ڈ۔ ڈی۔ ای۔ دی ہائی سکول بورڈنگ ہاؤس	لاہور روڈ
گ۔ گورنمنٹ سکول آف انجینئرنگ	" "

## قابل دید کارخانے

یوں تو لاہور میں بہت سے روٹی بیکنے - تیل نکالنے -  
چھاپنے - برف اور اور کئی قسم کے کارخانے ہیں - مگر ان  
میں ذیل کے کارخانے مشہور اور قابل دید ہیں :-

نام	جائے وقوع	کیا کام ہوتا ہے	کس طرح دیکھ سکتے ہیں
ریل کے کارخانے	متصل ریلوے سٹیشن	گاڑیاں بنتی ہیں - لمبے پیتل اور لکڑی کا کام ہوتا ہے - ایک بجلی کا کارخانہ بھی ہے +	ٹریفک پرنسپل کے دفتر میں خدمت کرنے پر پاس ملتا اور صرف ہفتہ کے روز دیکھ سکتے ہیں
ریلوے پریس	وگٹور روڈ	چھپائی - رول کشی اور بڑنگ کی مشینیں چلتی ہیں +	ایضاً کارخانہ کے دروازہ
کارخانہ رائے میلارام	میلارام روڈ	روٹی صاف ہونے سے نمیکہ کپڑا بننے تک کل کام ہوتا ہے +	پر دو آنے میں ایک پاس مل جاتا ہے
مفتی عام پریس	لاہور روڈ	چھپائی - رول کشی - بڑنگ چتر کاٹنے اور گھسنے کی مشینیں چلتی ہیں	میں جو کی اجازت سے دیکھ سکتے ہیں
نوٹ : ان کے علاوہ رادی کے پار شاہدرہ سٹیشن کے پاس پنجاب کاغذ پریس کمپنی کے کاغذ اور روکشی کارخانے بھی قابل دید ہیں جو ان کے منجھڑی کی طرف دیکھ کر نظر آتے ہیں			

زراف

وان



# کالج - مدرسے اور تنظیم خانے

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
<b>سرکاری</b>			
گورنمنٹ کالج	پکھری روڈ	سنٹرل مڈل سکول	لوئر مال
ٹریننگ کالج	لاہور روڈ	نارمل سکول	"
میڈیکل کالج	ہسپتال روڈ	سیو سکول آف آرٹ	مالی روڈ
لائہ کالج	بھٹا پورنگ (جینرل روڈ)	ریلوے ٹیکنیکل سکول	برائڈر فوڈ روڈ
اوریجنل کالج	مال روڈ (پونیوڑی ٹال)	گورنمنٹ گرل سکول	جوبلی ہنہال سنگھ (سویکا دوروزہ)
ٹرینری کالج	ریلوے روڈ	گورنمنٹ ناندرل سکول	"
پکھن چن کالج	مال روڈ	ویکٹوریہ سکول	مال روڈ
<b>مستمری</b>			
خیرین کرسچن کالج	رابرٹس روڈ	زناد بائی سکول	مال روڈ
ڈیوٹیٹی کالج	مشن روڈ	ریلوے سکول یورپین	بشالا مار روڈ
تھیاو کالج	"	ادریو مشین کے لئے	"
شن بائی سکول	زنگ محل	سینٹ انیتھن بائی سکول	لارنس روڈ
نوٹ - ان کے علاوہ شہر میں مختلف مقامات پر کئی ہسپتال بورڈ سکول - ادرش سکول کی بہت سی شاخیں بھی ہیں جن میں پرائمری تک تعلیم ہوتی ہے +			

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
گتھید ریل ٹائی سکول (مردانہ)	بنک روڈ	یتیم خانہ سینٹ فرانسس پور ڈنگ سکول برکادس ٹیٹا	کیمپری روڈ
گتھید ریل ٹائی سکول یتیم خانہ روڈ کے اور روکیوں کے واسطے	نکاس روڈ	یتیم خانہ سینٹ جرجز دیس روکیوں کے واسطے	مختورن روڈ
گتھید ریل ٹائی سکول (زنانہ)	ٹال روڈ	ڈفرن سکول دھیری عیسائیوں کے لئے	ایمپرس روڈ
ہندو			
ڈی۔ ایس۔ دی کالج	کورٹ شریف	سنت سچا سکول	چنگہ بازار
ڈی۔ ایس۔ دی ٹائی سکول	لاہور روڈ	ہندو ڈاٹمنڈ عجوبلی	برائڈر تھر روڈ
سناٹن دھرم ٹائی سکول	دھچھوالی	ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ	مستقل
آریہ پٹری ہائیڈر شالہ	دھچھوالی	ہندو یتیم خانہ	ارونا کوٹ
اسلامی			
اسلامیہ کالج	ریلوے روڈ	یتیم خانہ انجمن اہلانیہ	مستقل تحصیل
اسلامیہ ٹائی سکول	شیر نواز روڈ	مدرسہ رحیمیہ	انارکلی مسجد پورہ
نوٹ :- ان کے علاوہ شہر میں مختلف مقامات پر ڈی۔ ایس۔ دی ٹائی سکول کی چند اور اسلامیہ ٹائی سکول کی بہت سی شاخیں بھی ہیں +			
۲۔ نیز شہر میں ہندوؤں کے اور ہم مسلمانوں کے زنانہ مدرسے بھی ہیں +			

نام	جا و وقوع	نام	جائے وقوع
مدرسہ حمیدیہ	شیراز الہ رواد	مدرسہ تعلیم القرآن	انارکلی
یتیم خانہ انجمن حمایت اسلام	شاہی مسجد	یتیم خانہ مدرسہ تعلیم القرآن	منٹھل شاہانہ باغ
دارالعلوم نعمانیہ	پبلک	درس میاں وڈا	.....
یونین اکیڈمی دیال سنگھ	ہائی سکول	.....	.....

## انجمنیں سماجیں اور سبھائیں

نام	دفتر کا مقام	نام	دفتر کا مقام
انجمن اسلامیہ پنجاب	بیرون چوچہ رواد	آریہ پریتی ندھی سبھا	فیروز پور روڈ
انجمن حمایت اسلام	شیراز الہ رواد	آریہ سماج وچھو والی	وچھو والی
انجمن نعمانیہ	متصل تحصیل	آریہ سماج انارکلی	انارکلی
انجمن مستشار العلماء	مسجد شاہی	شرعی پنجاب ہرم منٹھل	منٹھل شاہانہ باغ
انجمن خدام الصوفیہ	مسجد بیگم	ساتن دھرم سبھا	وچھو والی
پیرا نیشنل مسلم لیگ	کوٹھی گزٹریں خان	پریم ساگر سبھا	.....
انجمن خاتونان اسلام	نور محلہ	برہموسماج	ہاسٹل وڈا انارکلی
بزم اردو	برکت علی منٹھل	دیوسماج	انارکلی
انجمن اردو	دفتر عمارت گھنڈ	گرو سنگھ سبھا	گنپت روڈ
		اگرکین پریس ٹرینیشن	ایمپرس روڈ

# کلب و سوسائٹیاں

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
پنجاب کلب	ایرماں	ریٹ پیرز ایسوسی ایشن	ہیر اسٹری
پنجاب ایسوسی ایشن کلب	لوئر مال	فریمین لاج	لارج روڈ
رابرٹس وائٹیر کلب	چرچ روڈ	تھیا سو فیکل سوسائٹی	تھیا سو فیکل سوسائٹی
ینگ مینز کرسچن ایسوسی ایشن	ایرماں	پنجاب بائبل و بلیک سوسائٹی	انارکلی
ینگ مینز کرسچن ایسوسی ایشن	ٹیمپل روڈ	زناتہ بائبل و میڈیکل سنٹر	میو روڈ
ینگ مینز محمدان ایسوسی ایشن	اسلامیہ کالج	شیش لائبریری ریڈنگ روم	
نوجوان یگ مینز ایسوسی ایشن	سرکل روڈ	اورینس کلب وغیرہ	ایرماں
انجمن نوجوانان	کشمیری بازار	کرسچن کمیٹی	جرینل سٹریٹ

## مشہور اخبار

نام	دفتر کا مقام	نام	دفتر کا مقام
سول اینڈ ٹریڈ گزٹ	مال روڈ	انگریزی	انگریزی
ٹریبیون	جینرل روڈ	پنجابی	پنجابی

سرکل روڈ  
انگریزی اخبار  
گنٹ روڈ

نام	دفتر کا مقام	نام	دفتر کا مقام
پیسہ اجبار	پیسہ اجبار سٹریٹ	مینیسل گزٹ صدقہ ہند	دفتری دروازہ
ہندوستان	ہاسپٹل روڈ	وفا دار	کھڑے ولی شاہ
اخبار عام	شیراز الدروازہ	تہذیب النساء	ریلوے روڈ
وطن	سوقی بازار	پرکاش	گرفاہ عام پریس
پنجاب سماچار	سرکار دودشاہی	حکمت	انارکلی بالمشدی
آریہ گزٹ	گینٹ روڈ	الکیمیا	بازار شہا رنوال محلہ
راجپوت گزٹ	سرکار روڈ	دیش اوپکارک	موجید دروازہ
	گودا ریدروانہ	چوک تھی	

## بڑے بڑے چھاپے خانے

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
اردو		انگریزی	
مفید عام شیم پریس	لاہور روڈ	گورنمنٹ پریس	کورٹ سٹریٹ
رفاہ عام شیم پریس	ریلوے روڈ	ریلوے پریس	وکٹوریہ روڈ
نوکلشورگیس پریس	بیڈن روڈ	سول اینڈ ملٹری پریس مال روڈ	
اسلامیہ شیم پریس	یکی دروازہ	شری پون پریس	جیند روڈ
خادم التعليم شیم پریس	پیسہ اجبار سٹریٹ	پنجاب کرسچن پریس	انارکلی

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
حمیدیشیم پریس	موتی بازار	پنجاب پرنٹنگ ریس	گنپت روڈ
ہندوستان شیم پریس	ہاسپٹل روڈ	ٹیکسٹن پریس	ایڈووڈ روڈ
آریہ شیم پریس	چنگڑ محلہ روڈ	ایڈلین پریس	ریلوے روڈ
		البرٹ پریس	کمرشل بلڈنگس

## لائبریریاں اور پرنٹنگ روم

نام	جائے وقوع	کیا کیا چیزیں مل سکتی ہیں	وقت
پنجاب پبلک لائبریری	میونیزیم روڈ	انگریزی، عربی، فارسی، اردو، سنسکرت، ہندی اور گورکھی کتابیں	سردیوں میں ہر روز ۸ بجے سے ۱۲ بجے تک گرمیوں میں ہر روز ۱۰ بجے سے ۱ بجے تک ۵ بجے سے ۷ بجے تک

۱۵۔ اس لائبریری کی عمارت دراصل سکرم علی الدین دوزخاں کی بارہ درہی تھی جس کے گرد ایک دو باغ تھے، اب ان کو ختم کر کے لکھنویوں کے لیے اس کی یادگار بنی اب تک موجود ہیں ۶ بقیہ صفحہ ۹۸

نام	جا وقوع	کیا کیا چیزیں مل سکتی ہیں	وقت
کتاب خانہ انجمن مستشار العلماء	شاہی مسجد	عربی فارسی اور اردو کتابیں	سہا دیوں میں ۸ بجے صبح ۱۱ بجے تک پھر ۲ بجے سے شام کے ۵ بجے تک گھر میں ہیں ۷ بجے سے ۱۰ بجے تک پھر ۳ بجے سے شام کے ۶ بجے تک
کتاب خانہ انجمن تعلیم	متصل تحصیل بھارت بلڈنگ ریڈنگ روم (حبیب روڈ)	انگریزی اردو اخبار اور رسالے	ہر روز ۱۲ بجے دوپہر سے شام صبح ۷ بجے سے ۱۱ بجے تک شام ۴ بجے سے ۸ بجے تک
بقیہ نوٹ صفحہ ۹۹ سکھوں کے زمانہ میں یہ عمارت چھاؤنی کے قبضے میں تھی۔ انگریزی جہد میں بھی یہ چھاؤنی کے کام آتی رہی پھر کیے بعد دیگرے بندوبست اور تارکے دفتر اس میں رکھے گئے کچھ وزعیہ خانہ کے کام آئی۔ اور اب ۱۸۸۳ء سے پنجاب کی کتب خانہ قائم ہو گئی ہے۔	انجمن مستشار العلماء کا دارالافتاء بھی اسی کتاب خانہ میں ہے۔ جہاں عہد فیس داخل کرنے پر ایک ہفتہ میں فتوے مل سکتا ہے شمس العلماء مولوی مفتی محمد عبداللہ صاحب ڈوکی فتوے تحریر کرتے ہیں + ۱۸۸۵ء۔ انجمن نظامیہ کا دارالافتاء بھی اسی کتاب خانہ میں ہے۔ بغیر کسی فیس کے فتوے دیا جاتا ہے۔ مفتی عبدالقادر صاحب فتوے تحریر کرتے ہیں		

دفتر اکو

= وہ

= چہ

= کر

= کند

ڈیڈ لٹ

دفتر ڈیڈ

= ڈیڈ

= ڈار

= ڈار

= ڈار

= ڈار

= سپر

= انڈ

= کش

= ایک

# بڑے بڑے دفتر

نام	جائے وقوع
دفتر اکونٹنٹ جنرل و کرنسی آفس	مزنگ روڈ
صدر مقام صاحب ایجوکیشنٹ فٹ پنجاب	چرچ روڈ
چیف میڈیکل انسپریٹنگ پنجاب	مال روڈ
کمریٹی گدام	قلعہ لاہور
کنسرویشنر جنگلات پنجاب	کوہ روڈ
ڈیڈ لیٹر آفس	راہریش روڈ
دفتر ڈپٹی کنسلٹنگ انجنیر ریلوے	ڈیوس روڈ
ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس حلقہ وسطی	لوئر مال
ڈائریکٹر آف لینڈ ریکارڈ پنجاب	کورٹ سٹریٹ
ڈائریکٹر شستہ تعلیم	میونیم روڈ
ڈسٹرکٹ بورڈ	ٹاؤن مال
سپرنٹنڈنٹ پولیس	کچہری روڈ
اگزمینر پبلک ورکس اکاؤنٹنٹ پنجاب	مال روڈ متصل عجائب خانہ
کمشنر آبکاری پنجاب	کچہری روڈ
ایگزیکٹو انجنیر لاہور پراونشل ڈورینن	میکلوڈ روڈ

۸ بجے صبح

پھر ۲ بجے

بے تک

۱۱ بجے

۱۲ بجے

بے تک

دوپر سے شام

۷ بجے تک

۸ بجے تک

۸ بجے تک

انگریزی عہد

کے دفتر اس میں

ایس میں کھاؤ

میں ہے جہاں

شمس العلماء

۱۰

۱۱ بجے

۱۲ بجے

۱ بجے

۲ بجے



نام	جاسے وقوع
دفتر ایگزیکٹو انجنیئر تتر اپر پنجاب	نیمبر روڈ
ڈویژنل فارسٹ آفیسر	کوہ پر روڈ
گورنمنٹ ایڈووکیٹ پنجاب	کچہری روڈ
ایکٹو آفیسر	ٹاؤن ہال
ایکٹو مدرس حلقہ لاہور	مال روڈ متصل عجائبات
ایکٹو جنرل سول ہاسپتال پنجاب	گورنمنٹ
ایکٹو جنرل پولیس پنجاب	"
ایکٹو جنرل جیل خانہ جات	کچہری روڈ
ایکٹو جنرل رجسٹریشن واسٹاپ	گورنمنٹ
ایکٹو مدرس زنانہ	مال روڈ متصل عجائبات
سیونٹی لائبریری	ٹاؤن ہال
ریلوی چیف سٹور کیپر	وکتوریہ روڈ
ڈسٹرکٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ	ریلوے سٹیشن
انجنیئر انچیف	ایمرس ڈسٹرکٹ
کنسٹرکشن	وکتوریہ روڈ
ایگزیکٹو ادف اکاؤنٹنٹ	ایمرس ڈسٹرکٹ
لوکو سپرنٹنڈنٹ	وکتوریہ روڈ

نام	جاسد وقور
دفتر پتھر نارقد ویسٹرن ریلوے	ایم پی سی نرل
ریلوے ٹریفک سپرنٹنڈنٹ	"
والنٹیز و صاحب ایجوٹمنٹ	وگٹوریہ روڈ
پوسٹ ماسٹر جنرل پنجاب	جنرل پوسٹ آفس
پبلک ورکس سکرٹریٹ دشاخ عمارات و ٹرک	مال روڈ متصل عجائبات
" " " دشاخ آبپاشی و انہا	کچہری روڈ
" " " ٹاٹ ناؤس	غیر وز پور روڈ
" " " ٹیکسٹ بک کمیٹی	مال روڈ متصل عجائبات
" " " پنجاب یونیورسٹی	کچہری روڈ
" " " ریلوے میل سروس	جنرل پوسٹ آفس مال روڈ
" " " سپرنٹنڈنٹ ریلوے پولیس	میکلوڈ روڈ
" " " کمشنر حفظان صحت	کچہری روڈ
" " " کمشنر ریلوے	کورٹ سٹریٹ
" " " سپرنٹنڈنٹ انجنیئر پراونشل ورکس و کھنڈ سوم	میکلوڈ روڈ
" " " سپرنٹنڈنٹ انجنیئر ہنر باری دواب	غیر وز پور روڈ
" " " ہنر لوہر پنجاب سرکل	بیگم روڈ
" " " ٹیلیفون ایکسیجینج آفس	میکلوڈ روڈ

# کچہریاں

نام	جاکو وقوع	نام	جاکو وقوع
پنجاب چیف کورٹ	پرمال	منصف لاہور منصف شرقیہ	بٹی
ڈویژنل سیشن کورٹ لاہور	میکلین روڈ	تحصیلدار و نائب تحصیلدار	دہلی دروازے
دو گوازاں		شیخ داؤد آفریدی	کے اوپر
ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ڈسٹرکٹ	لورال	فنانسل کمشنر پنجاب	کورٹ شریف
ڈپٹی کمشنر اور دیگر عدالتیں		کمشنر لاہور	"
سمال کارڈ کورٹ	"		

## ڈاک خانے

ہر ایک ڈاک خانہ کا وقت صبح ۷ بجے سے شام کے ۶ بجے تک  
ہے۔ مگر براچ ادھ صبح کے ۱۰ بجے سے شام کے ۴ بجے تک  
کھلے رہتے ہیں۔

جائے وقوع	قسم	جائے وقوع	قسم
اندر روں شہر	سبقت	ڈبلی بازار	سبقت
اکبری منڈی	سبقت	تحصیل	سبقت
شاہ عالمی دواخانہ	"	چوسے منڈی	سبقت

جائے وقوع	قسم	کیا تاکھ جی سیکھ	جائے وقوع	قسم	کیا تاکھ جی سیکھ
لوماری منڈی	برایں افس	۰	کچہری ضلع	سب افس	۰
سید مٹھا	"	۰	مزنگ	"	۰
دھو دالی	"	۰	ریلوے سٹیشن	"	تاریخی ہے
مچھی ہٹ	"	۰	پیسہ اجباریڈنگ	"	۰
بھائی دروازہ	"	۰	ریلوے بلڈنگس	"	۰
موچید روازہ	"	۰	شالامار روڈ	"	۰
بیرون شہر					
انارکلی	سب افس تاریخی ہے	۰	سنٹرل جیل	برایں افس	۰
چیرنگ کراس	"	۰	انارکلی	"	۰
کورٹ مشرٹ	"	۰	لنڈا بازار	آفس	۰
			ایر مال	جنرل پوسٹ	۰
				گورنمنٹ میڈیکل آفس	۰

## شفا خانے

جن میں تقریباً مفت دوا مل سکتی ہے

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
میوناسپل	ہاسپل روڈ	شفا خانہ حیوانات	ریلوے روڈ
لیڈی ایچمن دزنامہ ہاسپل	"	ریلوے ڈسپنسنری و ملاعاتی کیم	میو روڈ

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
ریکو ڈسپنسری شائع دلا زمانہ	سید مٹھا	سید مٹھا	سید مٹھا
سول ڈسپنسری	کچھری روڈ	عورتوں اور بچوں کا شفا خانہ	سول ڈسپنسری
دلا زمانہ سرکاری کیلئے	ریکو روڈ	از جانب شن	سول ڈسپنسری
البرٹا شپل دمیڈیکل کالج	ریکو روڈ	لنڈا بازار	سول ڈسپنسری

## تھانے

جن میں اردات کی اطلاع دی جاتی ہے

نمبر	نام	جائے وقوع	علاقہ
۱	گوٹوالی شہر	چوک دیریاں	سرکلہ روڈ کے اندر اندر
۲	تھانہ نوکھما	لنڈا بازار	لنڈا بازار اور شہر کے شمال اور شمال مغرب میں دریا تک
۳	انارکلی	چرچ روڈ	کل سول شیشن
۴	تھانہ ریلوے	متصل شیشن	کل علاقہ ریلوے
۵	مرنگ	مرنگ	مرنگ اور اس کا علاقہ معہ چند دیہات

## سیر کے قابل باغات

اگرچہ لاہور کے گرد و نواح میں قدیمی باغات بہت سے ہیں جن میں لاہور باغ  
اول درجہ پر شمار ہوتا ہے۔ مگر موجودہ زمانہ کے بنے ہوئے باغوں میں سے  
حسب ذیل باغ قابل سیر شمار ہوتے ہیں +

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
میونپل باغات	شہر کے گرد اگر د	لارنس باغ	مال ڈو پر چر یا قادیانہ
گول باغ	لوہر مال ادوینک پٹو کے مابین	باغ پنڈت جھارون	مستان ڈو پر چر کوٹ کے پاس

۱۔ یہ سب سے بڑا اور خوشنما باغ ہے۔ میونپل سٹیشن کے تمام انگلیزیہ اس باغ میں داخل ہو سکتے ہیں۔  
۲۔ جب یہ باغ بنا ہے۔ تو شروع شروع میں اس کا بہت چرچا ہوا۔ نذرانوں کی دوزخ  
اسے دیکھتے جاتے تھے۔ اور عوام الناس اسے نیا شالابل پکارتے تھے۔ جتنی کہ لارنس کوٹ  
والیہر آسندرتے بھی سیاحت لاہور کے زمانہ میں اس کا معائنہ کیا۔ اور واقعی پنڈت  
جی نے اسے بنایا بھی بڑا شوق سے تھا۔ کئی عمارتیں حوض۔ آبشاریں بنوا رہے۔  
اور سفید چھتر کی سورتیں اس میں نصب کی ہیں۔ سداوں بھاؤں اور آسانی کنوئیں کے  
نظارہ ایک بہت بڑا انجن صرف فواہوں اور نذرانوں میں پانی پہنچانے کیلئے لگایا گیا  
تھا۔ کمروں اور بارہ دریوں کو اعلیٰ درجہ کے فوج سے سجایا تھا۔ جس کی وجہ سے باغ  
میں ایک قسم کی دفتری انگلی تھی۔ مگر جوئی کہ پنڈت جی نے اسے گرو رکھا اسکی وہ  
شان نہ رہی۔ اور اب ان کے موانے پر تو گویا باغ کی سیر کا خاتمہ ہی ہو گیا۔

## لاہور کے سچو اور یادگاری نشان

لاہور میں اگرچہ کئی چیزیں بطور نشان یادگار بنائی گئی ہیں مگر ان میں سے حسب ذیل قابل دید ہیں +

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
بنٹ لارڈ لارنس	مال ڈوڈر محلہ	بت ملکہ معظمہ	ایر مال دیڑنگ
نشان صلیب یادگار	لوئر مال متصل	بت ملکہ معظمہ	کرانس،
سرڈنلڈ سیکلوڈ	مقبرہ انارکلی	بت ملکہ معظمہ	گول باغ

لہ بہت تمام یادگاری نشانوں میں شاندار بنایا گیا ہے۔ ایک سنگ مرمر کے خوبصورت گنبد میں نصب ہے جس کے اندر بجلی کی روشنی ہوتی ہے اور اپنی ان بان سے چوک کی زینت دہا لاکر رہا ہے +

## بعض کمینیاں بجنیاں اور ملکہ کام کرنیوالی عاتیں

نام	جائے وقوع
اورنٹیل لائٹ انشورنس کمپنی لوکل سبجکٹ صحت علی	بیردن موحید روانہ
اورنٹیل ایجنسی	انارکلی
اورنٹیل گورنمنٹ ٹریڈنگ کمپنی	ایر مال

نام	جائے وقوع
سنگریو فیکرنگ کمپنی	کمرشل بلڈنگ
سٹیڈ رٹ لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ لوکل ایجنٹس	بنگال بینک
آئور ویدک فارمیسیٹیکل کمپنی	گمٹی بازار
مسلم ٹریڈنگ کمپنی	پسیہ جنار سٹریٹ
پنجاب میوچل ہندوستانی ریلیف فنڈ	چمبر لین روڈ
کمرشل ایسٹ انڈیا ایجنسی کمپنی لمیٹڈ	ایر مال
جنرل ٹریڈنگ کمپنی	شاہ عالمی دروازہ
بھارت لٹریچر پبلشنگ و فرک ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ	سرکھر روڈ
نیشنل انشورنس کمپنی لمیٹڈ	انارکلی
بھارت انشورنس کمپنی	حیدر روڈ و بھارت
سرکشن لالی اسٹیٹ کمپنی	"
پنجاب کاشن پریس لمیٹڈ	"
لاہور سننگ اینڈ ویلنگ کمپنی لمیٹڈ	"
پنجاب انوسٹمنٹ کمپنی لمیٹڈ	"
پنجاب پبلشنگ اینڈ ڈسٹریبیوٹری کمپنی لمیٹڈ	"
والکریٹ برادر اینڈ کمپنی	"
فلاح دیرین کمپنی	گمٹی بازار



نام	جائے وقوع
ایجنسی ایجنسی رائل انشورنس کمپنی لوکل ایجنٹ ست دوھارا ایجنسی دی کمپور کرشیل ایجنسی لمیٹڈ انڈین ماڈس ایجنسی ناردرن انڈیا انشورنس کمپنی لمیٹڈ	انارکلی الائنس بینک آف ٹمبلہ لوٹاری منڈی متصل چھتہ بازار ڈبی بازار پیسہ اخبار شریٹ

## بنک

لینین کا وقت علی العموم ۱۰ بجے صبح سے سہ بجے تک

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
الائنس بینک آف ٹمبلہ	راہرٹ روڈ	اورینٹ بینک آف انڈیا	انارکلی
بینک آف بنگال	"	امریکن بینک لمیٹڈ برانچ	گینٹ روڈ
نیشنل بینک آف انڈیا	چرچ روڈ	مہارستان بینک	سکریٹ روڈ شاہجانی (دروازہ)
پنجاب بینک کمپنی	ایر مال	انڈین بینکنگ کمپنی	شاہجانی دروازہ
پنجاب نیشنل بینک لمیٹڈ	انارکلی	دی پنجاب مرکٹس	انارکلی
پسیل بینک آف انڈیا	"	بینک لمیٹڈ سلاہور پور	انارکلی
لاہور بینک لمیٹڈ	"	دو آب بینک	گینٹ روڈ

# لاہور کی سوغات

نام	توضیح	کہاں سے دستیاب ہوتی
گلبدن چھوڑیا اور ریشمی سوی	عمر سے صغیر گز تک	چھتہ بازار
ریشمی ازار بند	۴۴ سے ۵۵ روپے تک	بزار ہٹہ و چوک وزیر خاں
ریشمی پاندے (مچھلے)	۴۴ سے ۵۵ روپے تک	" "
افنی پاندے (مچھلے)	۴۴ سے ۵۵ روپے تک	" "
قصوری و گائے شاہی جوتیاں	۴۴ سے ۵۵ روپے تک	چھتہ بازار
سید رشک	۸۴ سے ۱۰۰ روپے تک	شاہ عالمی دروازہ
وسمہ	۵۴ سے ۶۰ روپے تک	کشمیری بازار

## عام چیزیں کہاں سے دستیاب ہوتی

نام	جگہ	نام	جگہ
انگریزی شہر کا سامان	ایر مال - انارکلی ڈب	زین اور ساز	انارکلی
چینی بائیل اور ایلیومینیم کے برتن	انارکلی - ٹوبی بازار	کتابیں	انارکلی اور کشمیری بازار
روشنی کا سامان	"	گوشت	مارکیٹ اور شہر میں جگہ
ٹرنک	"	مرغی - انڈے	اور ٹوٹا پیر وٹا
		تعمیم سے	ٹوٹا پیر وٹا

نام	جگہ	نام	جگہ
خشک میوے	شاہ عالمی دروازہ	دہلی دوائیں	رنگ محل - بزار ہٹ -
جوہری	انارکلی	کسیڑ ہٹ - اور شہین کٹی جگہ	
چکیں	لوہاری دروازہ اور انارکلی	انارکلی - ڈبی بازار	
چٹائیاں	انارکلی	شاہ عالمی دروازہ	
دریاں	بزار ہٹ	پائے - پٹیاں	لوہاری دروازہ اور نہری مسجد
پنہاری کی چینی	شاہ عالمی دروازہ	اوربان	
غلہ	چوک جھنڈا سٹو مانا مار	بوٹ	انارکلی
	اور اکبری منڈی	سگرٹ اور سکا	اسپر مال - کیشل بلڈنگ
گھی	چوک جھنڈا چوک	انارکلی اور تھہر شاہ بازار میں	
	سرچنگہ اور خوبیاں شاہین	انارکلی	گر اموفون
کپڑا	اسپر مال - کیشل بلڈنگ	انارکلی	خوٹو گرافی کی چیزیں
	انارکلی اور بزار ہٹ	اسپر مال - انارکلی	(براند رتھ روڈ)
پشمینہ	بزار ہٹ اور جوہلی	اسپر مال - انارکلی	
	کابلی مل	موٹر کار اور	
انگریزی دوائیں	اسپر مال - انارکلی	سائیکلیں	

# عظیم الشان نمائش لاہور

یعنی  
پنجاب صوبہ میں معزز اور کشمیر کی نمائش صنعت و

۱۹۰۹ء میں مقام لاہور منعقد ہوگی

۱۱۔ دسمبر ۱۹۰۹ء کو دن کے ۱۱ بجے

عالیجناب ہزار سرلوئی ڈین بہادر قسٹ گورنر پنجاب

اس کی شاندار رسم افتتاح ادا کریں گے

اس روز تمام صوبہ میں تعطیل منائی جائیگی۔ اور  
اس عالیشان دربار میں پنجاب کے والیان ریاست۔ بڑے بڑے امرا  
اور نامور رئیس بھی شامل ہوں گے

یہ شاندار نمائش ۱۱۔ دسمبر ۱۹۰۹ء سے شروع ہو کر پورے ہفتہ جاری رہیگی

ہاٹھ

دار

پنجاب

ک

دیں

۱

## تمہید

ہندوستان کی حرفتی نمائشیں جو ۱۹۰۱ء سے منعقد ہو رہی ہیں انہوں نے ہندوستان کی صنعت و حرفت کو بہت کچھ فائدہ پہنچایا ہے۔ اور پریس میلبک نے ان کے فوائد کا ہر موقع پر دل سے اعتراف کیا ہے۔ پہلی نمائش دسمبر ۱۹۰۱ء میں بمقام کلکتہ ہوئی تھی۔ اس کے بعد ایسی ہی نمائشیں ۱۹۰۲ء میں بمقام احمد آباد، ۱۹۰۳ء میں بمقام مدراس، ۱۹۰۴ء میں بمقام بمبئی، ۱۹۰۵ء میں بمقام بنارس، ۱۹۰۶ء میں بمقام کلکتہ اور ۱۹۰۷ء میں بمقام ناٹو منعقد ہوتی رہیں۔

ابند سے آج تک ان نمائشوں کا انتظام دستہ ہمیشہ ایسی ہی کمیٹیوں کے ہاتھ میں رہا ہے۔ جو ہندوستان کی قریب قریب تمام جماعتوں اور قوموں کی قائم مقام تھیں۔ اور ان کی طرف سے انتظام نمائش میں حصہ لیتی تھیں۔ موجودہ نمائش جو ۱۹۰۹ء میں بمقام لاہور منعقد ہونے والی ہے۔ اس کی تنظیم کمیٹی میں بھی اس امر کو ملحوظ رکھ کر یہ کوشش کی گئی ہے کہ وہ تمام فرقوں اور جماعتوں کے حقیقی قائم مقام ہو۔ اور ان افراد کے ذریعہ جو اپنی اپنی جماعتوں کی طرف سے انتظام نمائش میں حصہ لے رہے ہیں۔ پنجاب کی تمام قومیں اور جماعتیں پوری دلچسپی اور یگانگت کے ساتھ اس نمائش میں شریک ہوں۔ اور اس کی رونق کو دوبالا کریں۔

یہ نمائش برسر پرستی جناب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب و بامداد  
 والیان ریاست ورڈو سا کے پنجاب منعقد کی گئی ہے۔  
 گورنمنٹ عالیہ نے اپنی طرف سے بہت بڑی امداد اس نمائش  
 کے لئے عطا کی ہے۔ اور پنجاب کے والیان ریاست نے اس کی سرپرستی  
 منظور فرما کر بڑی فیاضی کے ساتھ چند مے دیئے ہیں۔ ان کے علاوہ  
 پنجاب کے اور بہت سے معززین اور سربراہ اور دکان نے اس کی تکمیل میں دل  
 و جان سے مدد کی ہے۔ غرض یہ نمائش تمام اہالیان پنجاب کی متفقہ کوشش  
 سے ایک ایسا عظیم الشان مینا بازار بن گئی ہے جس میں نہ صرف تفریح  
 اور دل بہلانے کے سامان موجود ہیں۔ بلکہ ہر پہلو سے صنعت و حرفت  
 اور زراعت و فلاح کو فائدہ پہنچانے کے لئے اس میں ایسے ایسے مفید  
 نمونے اور کارآمد آلات مہیا کئے گئے ہیں جن کی ساخت اور بناوٹ پر  
 غور کرنے کے بعد ملک کے کارگر اور کاشتکار بہت کچھ سبق حاصل کر سکتے۔  
 اور ان کے استعمال کرنے سے خود مال مال ہو سکتے اور ملک کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں  
 کمیٹی نمائش کی مستعدی اور محنت بھی قابل تحسین ہے جس نے اس تھوڑی  
 سی مدت میں میدان نمائش کو خوبصورت اور شاندار عمارتوں اور زیبائش کی  
 چیزوں سے آراستہ کرنے کے علاوہ اس میں سجانے کے لئے سامان بھی وہ  
 مہیا کیا ہے جو ہر طرح سے ملک اور اہل ملک کے لئے مفید۔ اور  
 دیسی صنعت و حرفت کو ترقی دینے کے قابل ہے۔

یہ ہیں  
 یا ہے  
 ہے  
 ندایی  
 اشتہار  
 نا اور

سہی  
 تول  
 سہ  
 لی  
 ۷

# اشیاءِ نمائش

نمائش کے لئے ویسی اور ولایتی سائنس کی چیزیں حسب تفصیل ذیل مسما کی گئی ہیں +

- ۱۔ زراعت کے متعلق آلات
  - ۲۔ صنعت و حرفت کے نمونے
  - ۳۔ مختلف اقسام کے کپڑے
  - ۴۔ لکڑی، پتھر اور معدنیات
  - ۵۔ محکمہ جنگلات کے متعلق پیداوار
  - ۶۔ گونا گوں چھپدیاں اور علم طبقات الارض کا سامان
  - ۷۔ آلات انجینئرنگ
  - ۸۔ صیف تعلیم کے متعلق چیزیں
  - ۹۔ عام دستکاری
  - ۱۰۔ خاص مستورات کی دستکاریاں
  - ۱۱۔ لوازمات کلبیں مثلاً ہوائی جہاز وغیرہ
  - ۱۲۔ تفریح طبع کے سامان
- نوٹ** ۱۔ ہوائی جہاز پہلی مرتبہ ہندوستان میں دکھایا جاوے گا
- ۲۔ نمائش ہر روز صبح کے ۱۰ بجے سے شام کے ۸ بجے تک کھلی رہے گی
- ۳۔ مستورات کے لئے خاص ریجنس مقرر ہوگی جنہیں پردہ کا پورا نظام کیا جائے گا
- ۴۔ نمائش میں شریک ہونے کے واسطے محکمہ ریلوے نے کرایہ میں خاص رعایت کر دی ہے +

## کھیل اور تماشے

نمائش کے ایفنی تھیٹر دونگل، جو کھیلیں اور تماشے ہوں گے

اُن کا مختصر پروگرام حسب ذیل ہے:-

## پروگرام

نوٹ: کھیلوں کا وقت ہر روز پنجے سے ہجے تک ہوگا۔ اور ہر کچھ روز نمائش بند ہوگی +  
 فٹ گورکھا کی دو نوٹیشنوں کا عالیشان باجا سر روز دو دفعہ بجایا جائیگا  
 ۱۱۔ دسمبر ۱۹۰۹ء۔ نمائش کا افتتاح۔ اور تمام کرتب کرنے والوں کی بریڈ ہوگی  
 ۱۲۔ سے ۱۴ دسمبر ۱۹۰۹ء تک۔ نینو بانزی۔ سواری کے کرتب۔ اور پیکوڈی

نوٹ: ۱۔ ہمارا راجہ صاحب پٹیل اپنی پارٹی کو مسواری خود  
 سب سے پہلے شروع کریں گے +

۲۔ نینو باز پٹیل اور جملہ میاں والی شاہ پور گجرات۔ لائل پور  
 امرتسر مظفر گڑھ اور ملتان سے آئے ہیں +

۳۔ ہمارا راجہ صاحب پٹیل ۱۲ اٹلائی تمغے اور فٹ کزنل سی جی  
 پارنٹر صاحب بہادر ایک پیالہ پیش کریں گے +

۴۔ پیکوڈی ریلوے گراؤنڈ میں ہوگی +

۱۶۔ سے ۱۸ دسمبر ۱۹۰۹ء تک۔ وہی کھیلیں ہونگی۔ جو ۱۲۔ سے ۱۴ دسمبر تک ہونگی

۱۹ دسمبر ۱۹۰۹ء۔ بالی والے اور پرتاب لے کی کشتی ہوگی۔ اور ۱۸ جوڑا بھی  
 لڑیں گے +

۲۰۔ سے ۲۲ دسمبر ۱۹۰۹ء تک کبڈی۔ وزن اٹھانا سا باز گیری اور ماتھوں کے شیعہ ہونگے

۲۳۔ دسمبر ۱۹۰۹ء۔ سوچنی۔ جمناسٹک۔ اور باز گیروں کی کھیلیں +



- ۲۴۔ دسمبر ۱۹۰۹ء۔ سوچی۔ وزن اٹھانا۔ چکلاندازی۔ اور بازیگوں کی کھیلیں
- ۲۵۔ دسمبر ۱۹۰۹ء۔ سوچی۔ مینڈھوں کی لٹائی چکلاندازی۔ اور بازیگوں کی کھیلیں
- ۲۶۔ دسمبر ۱۹۰۹ء۔ یکیرنگھ اور کلو کی کشتی ہوگی۔ اور ۸ اجڑا اور بھی ہونگے +
- ۲۷۔ دسمبر ۱۹۰۹ء۔ رستہ کشی۔ تلواندازی۔ اور تیراندازی۔ تیرانداز ضلع ایک سے آئینگے
- ۲۸۔ دسمبر ۱۹۰۹ء۔ رستہ کشی۔ تیراندازی۔ تلواندازی۔ بازیگری۔ ناقصوں کے شعبہ کے
- آفتابازی۔ اور ایک کے سگری خشک پٹھانوں کا بھنگہ۔ جناح تلواند
- کے ساتھ تیرانداز ضلع ایک سے اور تیغ زن پٹیانہ سے آئینگے)
- ۲۹۔ دسمبر ۱۹۰۹ء۔ رستہ کشی۔ دیم آخری۔ جننا شک گنگا۔ لٹھی چلانا۔ اور تلواندازی
- (جننا شک والے فرید کوٹ سے آئینگے)
- ۳۱۔ دسمبر ۱۹۰۹ء۔ رستہ کشی۔ آخری معرکہ۔ جننا شک گنگا۔ لٹھی چلانا۔ تیغ زنی
- اور تیراندازی۔ تیرانداز۔ شملہ۔ پٹیانہ اور جبل سے آئینگے)
- یکم جنوری ۱۹۱۰ء۔ مینڈھوں کی لٹائی۔ تیراندازی۔ بازیگری۔ اور ناقصوں کے شعبہ کے
- ۲۔ جنوری ۱۹۱۰ء۔ گاماں اور چننا شک۔ پٹیانہ والے کی کشتی ہوگی۔ اور بھی ۸ اجڑا اور
- ۳۔ جنوری ۱۹۱۰ء۔ تنک۔ ان دنوں کا پروگرام بھی تیار نہیں ہوا غالباً
- جو کھلاڑی پچھلے کھیلوں میں اول رہینگے۔ ان کے کھیل اس
- سہفتہ میں دوبارہ کر لئے جائینگے +
- ۵۔ جنوری ۱۹۱۰ء۔ رہنی۔ واسے عرف ہنی کی پرتیا بادشاہ والہ کے ساتھ کشتی
- ہوگی۔ اور ۸ اجڑا اور بھی ہونگے +

# نمائش کے ٹکٹ

## ٹکٹ ملنے کے مقامات

نمائش کے ٹکٹ - دروازہ نمائش کے علاوہ حسب ذیل مقامات سے بھی مل سکتے ہیں :-

۱۔ شہر کے تمام بنکوں سے اور مفصلات میں ان کی شاخوں سے

۲۔ اخبار سماچار کے دفتر واقع بیرون شاہ عالمی دروازہ سے -

۳۔ حسب ذیل سب ایجنسیوں سے -

۱۔ انارکلی - ۲۔ ملوٹاری دروازہ - ۳۔ چوک گٹھی - ۴۔ ننگے سٹری - ۵۔ چوک بھنگ

۶۔ مٹی بازار - ۷۔ چوک کوتوالی - ۸۔ وہلی دروازہ - ۹۔ اکبری ٹنڈی - ۱۰۔ یو جیلڈ

۱۱۔ شاہ عالمی دروازہ - ۱۲۔ گچھی ہٹہ - ۱۳۔ رنگ محل - ۱۴۔ چوک ہیرامندی

۱۵۔ بھائی دروازہ - ۱۶۔ مٹی دروازہ +

## ٹکٹوں کی شرح

### ۱۔ دربار کے ٹکٹ

درجہ اول ۵۰۰ درجہ دوم ۲۰۰ درجہ سوم ۱۰۰

نوٹ - ۱۔ دربار کے بلا قیمت اعزازی ٹکٹ جو ناقابل انتقال ہیں، سرپرستوں -

نائب سرپرستوں، عہدیدانوں اور منظم کمیٹی کے ایسے ممبروں کو دیئے

جائینگے جنہوں نے چپاس یا پچاس سے زیادہ روپے نمائش کے خندیں دیئے ہیں۔ اور یہ ٹکٹ کیشی کی منگوری سے تفصیل ذیل دیئے جائینگے۔  
 ۱۔ پچیس روپے چندہ دینے والوں کو ایک ٹکٹ تیسرے درجہ کا  
 ب پچاس روپے " " " " " " دوسرے "

ج سو روپے " " " " " " ۲  
 ۳۔ سو سے زائد ایک ہزار تک " ہر سو روپے کے پیچھے ایک ٹکٹ کا  
 ۴۔ پانچ سو سے زائد دینے والوں کی ہزار ٹکٹ کو زرباد چھاپے ملتا ہے اور ان کی  
 ۲۔ جن لوگوں کے پاس دربار کے ٹکٹ ہونگے۔ وہ اس روز نمائش بھی دیکھ سکتے ہیں

## ۲۔ نمائش کے ٹکٹ

۱۔ ایک ٹکٹ ۸ ر ۳۔ ۲۔ ٹکٹوں کی کتاب ۵  
 ۲۔ ۴۔ ٹکٹوں کی کتاب ۵ ۴۔ ۴۔ ٹکٹوں کی کتاب ۵  
 نوٹ۔ ۱۔ ٹکٹوں کی کتابیں جن میں گویا خاص رعایت ہے، ایک محدود تعداد  
 میں فروخت ہونگی۔ اور ۱۰ دسمبر ۱۹۱۷ء کے بعد نہیں مل سکیں گی۔  
 ۲۔ بلاتیمت پاس جو تمام زمانہ نمائش کے لئے جاری ہونگے۔ ان لوگوں  
 کو ملیں گے جنہوں نے تلو یا سو سے زیادہ چندہ نمائش کے خند میں دیا ہے  
 ۳۔ نمائش ہر روز صبح ۱۰ بجے سے رات کے ۸ بجے تک کھلی رہیگی۔ اور ۱۸  
 کا ٹکٹ اس عرصہ میں صرف ایک مرتبہ استعمال ہو سیکے گا۔

۴۔ فوجی سپاہی اور پولیس میں مردی بہن کر نصف ٹکٹ سے نمائش  
میں داخل ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح

۵۔ طلباء بھی اپنے استادوں کی نگرانی میں نصف ٹکٹ دیکر نمائش دیکھ سکتے ہیں  
۶۔ ۱۲ سال سے کم عمر کے بچوں سے بھی نصف ٹکٹ لیا جاویگا +

### ۳۔ ڈنگل کے ٹکٹ

الف کشتیوں کے روز

درجہ اول	لے	درجہ سوم	ع
درجہ دوم	لے	درجہ چہارم	ر
ب۔ کشتیوں کے علاوہ			

درجہ اول  
درجہ دوم  
نوٹ - ۱۔ ایام کشتی کے علاوہ نمائش کے ٹکٹ لینے والوں کو اجازت ہوگی۔ کدہ  
ڈنگل کے درجہ چہارم میں مفت بیٹھ سکیں لیکن باقی درجوں کے لئے مندرجہ  
بالا ٹکٹ خریدنا ہوگا +

۲۔ ڈنگل میں شریک ہونی والوں کو نمائش کا ٹکٹ بھی لینا پڑیگا۔ اور وہ  
ڈنگل سے پہلے اور پیچھے نمائش کو دیکھ سکتے ہیں +

۳۔ ہر روز صبح سائے سے ڈنگل پر ٹکٹ فروخت ہوا کرے گا +

سوائی کی گالٹیوں کا کرنا یہ

درجہ اولیٰ	درجہ دوم	درجہ اولیٰ	درجہ دوم	درجہ اولیٰ	درجہ دوم
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰
۹۰	۹۰	۹۰	۹۰	۹۰	۹۰
۸۰	۸۰	۸۰	۸۰	۸۰	۸۰
۷۰	۷۰	۷۰	۷۰	۷۰	۷۰
۶۰	۶۰	۶۰	۶۰	۶۰	۶۰
۵۰	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
۴۰	۴۰	۴۰	۴۰	۴۰	۴۰
۳۰	۳۰	۳۰	۳۰	۳۰	۳۰
۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰

میں نے اپنی زندگی کے اندر

۱۱۱) غنیمت کے لئے  
۱۱۲) غنیمت کے لئے  
۱۱۳) غنیمت کے لئے  
۱۱۴) غنیمت کے لئے  
۱۱۵) غنیمت کے لئے  
۱۱۶) غنیمت کے لئے  
۱۱۷) غنیمت کے لئے  
۱۱۸) غنیمت کے لئے  
۱۱۹) غنیمت کے لئے  
۱۲۰) غنیمت کے لئے

تمام دن یعنی گھنٹہ کے لئے

مستند علی حدود کے باہر

سازد زهرا - سالار است - بنام مینا -

بن کار و سرحد مرز میهای فارسی تیرگی خجایی = هر سینه سیدی رتاج

مرتبہ دہائی کو اسے لکھ بیٹھوں اور تیرہ دہائی کو اسے لکھ بیٹھوں

نوٹ۔ ۱۔ حدود و مہدویہ تسلطی کے باہر کر یہ کسی حال میں ۹ طبقے سے صحابہ و زہد نہ ہوئے

۲- عدد و دستاویزی کے باہر واپسی کا کارڈ یہ رجسٹریوں کے مقدمہ کے ۱۴ نمبر

لیکن شرط یہ ہے کہ اس کی مقدار اس اعلیٰ شرح کر کے سے جو 4 فیصد ہو

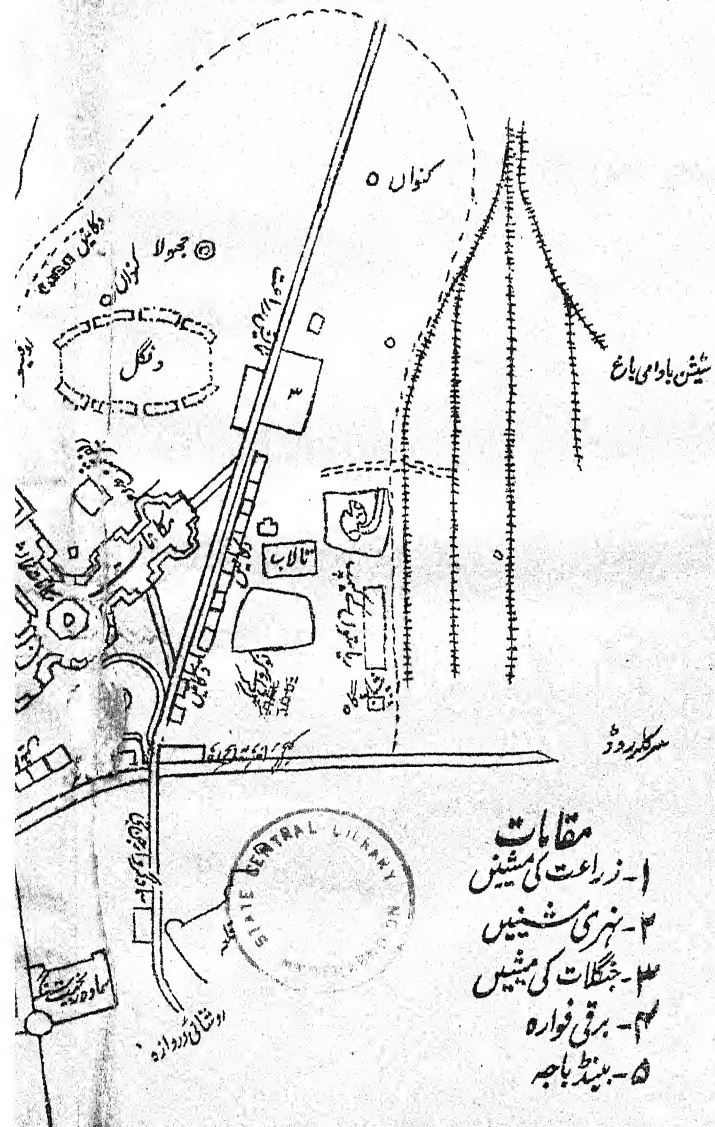
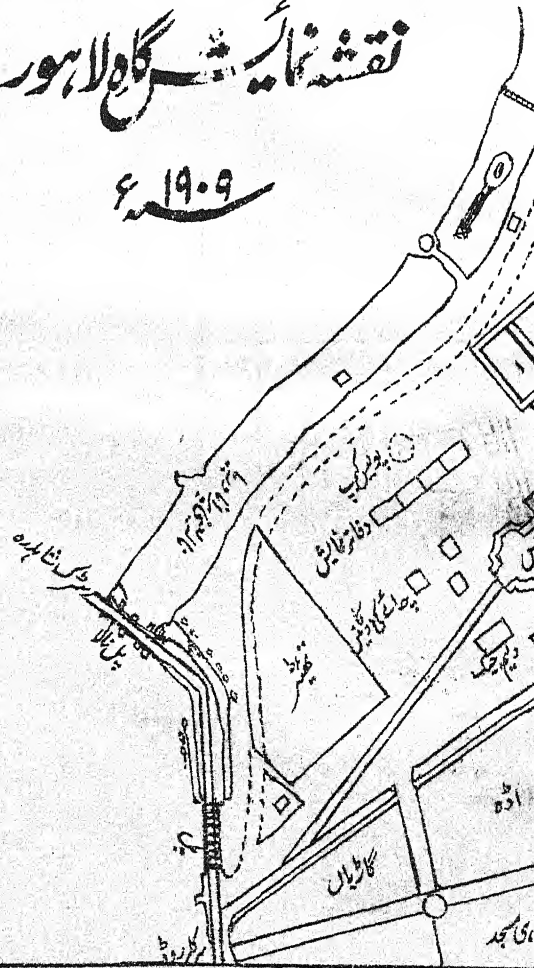
10

شمال

# نقشه نمای شهر گاه لاهور

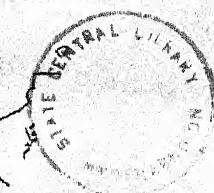
۱۹۰۹ء

مغرب



شرقی

- مقامات
- ۱- زراعت کی مشینیں
  - ۲- نہری مشینیں
  - ۳- جنگلات کی مشینیں
  - ۴- برقی فوارہ
  - ۵- ہینڈ باجہ





ہندوستان کے تمام اردو طبی اخباروں اور رسالوں میں  
سب سے زیادہ چھپنوالا یونانی ڈاکٹری اور ویدک علمی اور عملی۔

مضامین کا مجموعہ

# حکمت لاهور

آپ کو ضرور زیر مطالعہ رکھنا چاہئے۔ کیونکہ تندرست آدمیوں  
کی صحت کا ضامن ہے۔ اور انہیں حفظانِ صحت کے سچے اصول آسان  
زبان میں سمجھانا اس کا سب سے پہلا کام ہے۔ ہندوستان کے چوتھے  
کے حکیم ڈاکٹر اور ویداس کے ذریعہ مایوس علاج بیماریوں کا مفت علاج  
کرتے ہیں حکیم اور حکمت سے مذاق رکھنے والے اصحاب اس کے ذریعہ  
تشخیص مرض کے آسان قواعد اور نامی گرامی حکماء کے سینوں کے اور  
صدیوں کے تجربہ نسخہ حاصل کرتے ہیں اور علم و دست اصحاب اہم علمی  
مسائل پر کافی بحث کے بعد قطعی فیصلہ تارک مرفیہ طبی مسائل۔  
اس کے ذریعہ روشنی میں لائے جاتے ہیں۔

قیمت سالانہ ۱۰ روپے ہر ششماہی عہد فی چھ ماہ منوہ وقت تقبیل  
کلاں کے ۱۰ صفوں پر یکم و پندرہ تاریخ ہر ماہ کو عمدہ کاغذ پر شائع ہوتا ہے  
پتہ منیجر اخبار حکمت و کارخانہ خزن صحت موطابل لاہور

۲  
مروان عورتوں کی مخصوص ضوں کے علاج میں

کارخانہ مخزن صحت (مطب کاٹل) لاہور

کو جو خصوصیت حاصل ہے۔ اس سے ایک زمانہ واقف  
اس کارخانہ کی تمام ادویہ

عالمی جناب حکیم شمسی محمد عبدالغیر صاحب  
کاٹل لاہوری ایڈیٹر اخبار حکمت کے

زیر اہتمام تیار ہوتی ہیں۔ اور حکیم صاحب موصوف الصدر

اس امر میں خاص توجہ فرماتے ہیں خاص طور پر حکیم صاحب

ہر ایک مرض میں حسبِ شامریض مفت مشورہ بھی دیتے ہیں

اور درخواست کرنے پر مجوزہ ادویہ تیار کر کے ارسال بھی کی

جاتی ہیں۔ \* درخواست کرنے پر فرست ادویہ مفت مل سکتی ہے

المشتکمہ منیخراخبار حکمت و کارخانہ مخزن صحت

(مطب کاٹل) و کاٹل، اکھنسی لاہور



شدت مرض میں فوراً لشکین دینے والی گھر کی  
تمام معمولی امراض میں تیرہ ہفت دوا وقت پر جادو کا سا  
اثر دکھانے والی نہر شخص حکیم و غیر حکیم کے جیب کی لازمی چیز

## اکسیر کامل

تیار کردہ عالیجناب حکیم محمد عبدالغیر نے صاحب کامل لہوری  
ایڈیٹر و پرنٹر انبار حکمت لاہور آپ کو ضرور اپنی جیب  
میں ہر وقت رکھنی چاہئے یہ ایسی شیشی بہت سی  
بیماریوں کا حکمی اور فوری علاج ہے اچانک ہو جانے  
والی خوفناک امراض کو روکنے کے لئے ایک مشہور سکہ  
اور حکمی دوا ہے مفصل خواص کے لئے مفصل شتہا  
طلب کیجئے قیمت فی شیشی ڈیڑھ روپیہ (علاوہ محصول)

اولش  
مینجر اخبار حکمت و کارخانہ مخزن صحت (مطالعہ)  
دکال باجنسی لاہور

مین  
نہو  
واقعہ

صدر  
صاحب  
تھے ہیں  
فی کی  
فی ہے  
حجت

# کامل ایکٹنیسی لاہور

طبی معقول کتب اپنے خرچ و لاگت سے طبع کرنے کے  
لئے ہر وقت تیار رہتی ہے طبی کتب کے مترجمین و  
مصنفین کی مالی خدمت پر بھی آمادہ ہے جو بزرگ طبی  
خدمت کا شوق رکھتے ہوں مگر ان کے چھپوانے اور پھر  
اشہار و فروخت کے بکھیرے سے گھبراتے ہوں اس طرف  
توجہ فراوین علاوہ برین ہر ایک طبی کتاب اس ایکٹنیسی  
سے آپ لے سکتے ہیں۔ اور عموماً اس کے ذریعہ نایاب  
کتب بھی ہم پہنچ سکتی ہیں شاید یقین توجہ فراوین ۔  
اہل خدمت کتب طلب کرتے ہر وقت مل سکتی ہے  
میں خبر اخبار حکمت و کامل ایکٹنیسی لاہور

مردود

پوشیدہ

اڈیشا

بی کار

ایکلا

اولاد

ایس

دجوت

مطالعہ

ایس

نصف

الہ

نشد

سہ

مردوں و عورتوں کی مخصوص بیماریوں کا خصوصیت علاج کرنے والا  
یوٹینڈ خصوصاً کہ نہ امراض کے علاج میں خاص شہرت رکھنے والا

## اور ہندوستان بھر میں اکیلا کارخانہ چشمہ صحت لاہور

حسے عالیجناب عمدہ الاطباء حکیم مولوی محمد فیروز الدین صاحب پٹی ایل ریل لاہور  
اڈیٹر الکیمیا و سابق اڈیٹر حکمت کو مصنف البحران و معدن الاکفر وغیرہ کی سرپرستی کا فخر حاصل ہے  
یہی کارخانہ ہے جو ہندوستان بھر میں مردوں اور عورتوں کے مخصوص مرضوں کا علاج کرتا ہے  
اکیلا کارخانہ ہے۔ اور جس نے دس سال کے عرصہ میں ہزار نامیوں کے علاج میں مریضوں کو  
اولاد کے قابل بنا دیا ہے۔ مردوں اور عورتوں کے مخصوص امراض کے واسطے اکثر تجربہ رواں  
اس کارخانہ میں ہر وقت تیار رہتی ہیں۔ اور ہر شخص کو اس کے مرض کے مفصل حالات آتے ہیں  
(جو سختی سے پوشیدہ رکھے جاتے ہیں) ان کی مزاج اور اسباب کے مطابق دوا بھیجی جاتی ہے  
معاذکر و اور فائدہ دار و بخار۔

اس کی ادویہ کی قیمتوں میں ہر سال ہمسری فروشی تک خاص  
رعایت کی جاتی ہے۔  
مفصل فہرست منگوا کر ملاحظہ فرمادے۔

تھ  
الکیمیا  
منشی عنایت دین منہج اخبار الکیمیا و چشمہ صحت لاہور پوچی و رواہ

سیریان حیاض و بند (۴)

جریان کی مختلف اقسام کے واسطے ایک ہی دوا کا ایک ثابت ہونا منفعات میں سے تسلیم کیا گیا ہے مگر جو چیز یا خاصہ ایک مریض کو دوا کر کے والی ہو اس کے واسطے اسباب مریض کا اختلاف کوئی مانع نہیں ہو سکتا یہ دوا جس سے میں آپ کو معرفت کرانا ہوں اسی قسم کی اوویہ میں سے ہے اور یقیناً بلا مبالغہ سینکڑوں اوویہ کے تجربے کے بعد یہ تسلیم کیا گیا ہے یہ وہ ہی دوا ہے جسے عالیجناب علامہ الاطباء حکیم مولوی محمد رفیع وزالدین صاحب ششی فاضل ایڈیٹر اخبار الکیمیاء سابق ایڈیٹر اخبار جنگل صنف متعدد و کتب طب لاہور نے کئی سالوں کی مشرت اور روپیوں کے خرچ سے پیدا کیا ہے جبکہ اپنی کتاب البریان کی تصنیف کے وقت اسے نکال کر نے کی غرض سے بیشمار مریضان جریان کامریضوں کو خود تلاش کر کے مفت اور گرد سے دوا دے کر علاج کیا اور سینکڑوں مختلف قسم کے نوجوان کو بنایا اور آدما۔

یہ دو احمیات جاوید نیز لہجہ جبریاں کی ہر حالت ہر قسم اور ہر رزاج اور ہر عمر میں موافق ہے۔ مگر فرق صرف اتنا ہے کہ بعض کو فوراً صحت ہو جاتی ہے اور بعض کو دنوں میں سے کہ بعض میں برسوں لے کر مریضان جبریاں سات سات روز میں صحت یاب ہو گئے اور بعض معمولی مریض بہینہ بہینہ ہیں۔

بہر حال آدھ رو کے استعمال سے ہر شخص کو مکمل صحت ہو سکتی ہے۔ ذہن و جویان دور ہوتا ہے بلکہ ہر قسم کی بدنی کمزوری بھی اس سے دور ہوتی ہے جو جویان سے یا ضعف جگر ضعف معدہ ضعف گردہ ضعف مثانہ سے پیدا ہو گئی ہو۔ اگر کوئی انتہائی علامات بھی ظاہر ہوں مثلاً اس کا سخت لگا انتہا درجہ تبض پیشاب کا لگا ہے جگہ لگا ہے ہضم کا بگاڑ۔ آنکھوں میں زردی۔ گاہے چہرہ ورم مسوڑوں کا پھول جانا ایسی حالت میں اس کا جادو کا سا اثر معلوم دیتا ہے۔ کیونکہ اس کمزوری میں اس کا غامیاں فائدہ محسوس ہو جاتا ہے۔ ضعف کو دور کر کے قوت ..... کو برپا کرتی ہے و مانع کو طاقت دیتی ہے۔ غرض کہ تمام بگڑے ہوئے پرزے درست کر دیتی ہے۔ جناب حکم صاحب کی اس دوا کی ترغیب دینے میں ویسے ہی مبالغہ کی وجہ سے خطو ط آ رہے ہیں جسوی الجویان کے کچھ پر قیمت فی ڈبہ آدھ پاؤں ..... قیمت پاؤں ..... ہے۔

پتہ ہنسی غنایت مخبر اخبار الکینیا چشمہ صحت لاہور میو می دروازہ



عدم پسندیدگی کی صورت میں واپسی کی شرط	<h1 style="margin: 0;">الجریان</h1>	عدم پسندیدگی کی صورت میں واپسی کی شرط
--	-------------------------------------	--

مصنفہ عالیہ عائشہ اطباء حکیم مولوی محمد فیروز الدین جہاںگیر علی ایلیا ٹیڑھ نیا الکیما دروازہ

اس کتاب میں موجودہ زمانہ کی ضرورت کے مطابق تمام ان امراض کا جو اسکل حصہ تھا جو انور پرین کی جاتی  
 ہیں یا وضاحت تو کر کے ان کی طریقہ پیدائش اسباب اور اطلاق کے شروع سے آخر تک ترقی شناخت یعنی تشخیص  
 اور جزوی و کلی طور پر مستند اور مجرب علاج اس وضاحت اور تحقیق سے لکھا ہے کہ دیکھتے سے تعلق کھتا ہے  
 اس قسم کے امراض کے علاج میں جو موزوں ہیں۔ اور جو عام طور پر دیگر کتابوں میں پائے جاتے ہیں اور نہ  
 استادوں کو نظر پر کیا کرتے ہیں اس واسطے امراض کے علاوچ یا بہت کم علاج پذیر ہو جاتے ہیں ان کو  
 کچھ نقطوں میں لکھ دیا ہے گویا اس کتاب کو ایک خاص نظر سے دیکھ لینے کے بعد ہر شخص ان امراض کا  
 بہت شراہ اور موزوں حکم بن سکتا ہے۔ زبان اور تحریر اس قدر صاف اور آسان ہے کہ  
 ہر شخص آسانی سے سمجھ سکے جس قدر اہل علم بزرگوں نے اس کی قدر وانی فرمائی ہے اس کا اندازہ یہی  
 موصولہ نقدیوں سے ہو سکتا ہے۔ اس کتاب کے لکھنے پر عالی جناب حکیم صاحب موصوف العبد کو  
 بے حد مبارکیوں کے خطوط آئے ہیں۔ اور امراض مخصوصہ مردان و زنان کے خاص باہر و معالج تسلیم ہو گئے ہیں  
 گزشتہ زندگی کی بے اعتدالیوں کے نقصانات سے اگر خلاصی پانا مطلوب ہو اور آئندہ زندگی  
 میں خانہ وادی کے مشکلات کو باطن و جہہ انجام دینے کی خواہش ہو تو اسے ضرور خریدیں۔  
 ہندوستان کے چھٹی کے حکیموں نے اسے بے حد پسند کیا ہے۔ اگر اوان

کی تصدیقیں دیکھنی ہوں تو مفصل فہرست رنگا لیس حجم ۲۵۴ صفحہ تقطیع ۱۸x۲۲

قیمت - پیر علاوہ محصول ڈاک -

میشی عنایت محمد نیر الکیما و پشہ صحت لاہور موچی دروازہ

# معادن الاکسیر یا رسالہ کشتہجات

مصنف

عالم الجمالہ علامہ حکیم ابو محمد فیروز الدین حبیب الرحمن پلانی ایٹا لکھنؤ

کشتوں کے مفید ہونے کے دلائل کشتوں کے استعمال کے شرائط۔ اون کی چھٹی کی

شناخت۔ کشتہ جتر وغیرہ آگ دینے کے طریق کلی حکمت اور کبر و بی کرنے کے اصول اور  
ان کے نفع۔ دہاتوں و ابدناتوں وغیرہ کے صاف کرنے کے طریق۔ اور کشتوں کے  
عام فوائد وغیرہ امور سے آگاہ ہونا۔ کشتوں کے بنانے والوں استعمال کرنے والوں  
اور کرنے والوں کو یہ ضروری ہے۔ اور محض کشتوں کا بنالیا کافی نہیں ہو سکتا۔ اس  
رسالہ میں اول یہ سب امور بیان کر دئے گئے ہیں بعد ازاں ہر ایک دہات و ابدنات  
اور احمجار وغیرہ کے کشتہ بنانے کی ہر ایک مذاق کے مطابق متعدد ترتیبیں لکھی ہیں جو سب  
تین سو کے قریب ہوں گی جس میں اکثر حکیم صاحب کی اپنی محنت ہیں اور بعض خاندانی۔ اور  
بعض مستند کتابوں پر مبنی ہیں انہی میں دہاتوں و ابدناتوں وغیرہ کے سب  
اصطلاحی نام دئے گئے ہیں۔ اور سب سے اخیر میں بطور ضمیمہ ان اصطلاحات اور بوٹیوں کے  
تخلیہ کو وضاحت سے لکھا گیا ہے۔ جو کتاب میں لکھی گئی ہیں ہر ایک کشتہ کے بعد اس کے عام  
اور خاص فوائد بھی لکھے گئے ہیں۔ غرضیکہ علم کشتہجات میں یہ ایک مکمل کتاب ہے۔ جس کی  
موجودگی میں کسی اور کی خوشامد کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہر طبیب اور بیمار کی لائبریری میں  
اس کا ہونا ضروری ہے۔ حجم ۲۰۰ صفحہ۔ تقیید معمولی قیمت۔ علاوہ محصول ڈاک۔

منشی عنایت محمد منیجر الکیسنا چشمہ صحت لاہور موچی دروازہ

ایکم ہے برادران  
اصل سلیمانی مکے  
مالک بن خاتمہ حق بر سر  
نیز گنبدی کانیایا بر توک  
قادی چشتی صابری

قیمت فی شیشی پانزے ۱۲۰ قیمت فی قوتل لکھریکے قتل ہر شیشی نمک ہتہا

جس اصل مستند نسخہ اور خاص تحریر سے کہیں پہل سلیمان ملک تبار کرتی ہے۔ اس کو کسی نے بیس یا بیسہ اسٹے نقلی و مصنوعی نگاہ سلیمان جو اس کی تقلید میں تیار کئے گئے ہیں۔ اس کے نوید کو ناشکی بلاری میں کر سکتے۔ ہزارہا ان خاص امراض میں بہا بجا دی اور مالش کر کے پھر بہر شہ کے میانی کے ساتھ فائدہ ہوا۔ یہ پہل سلیمان ملک افغان کی تمام شفا تیوں کو دور کر کے عمدہ کو کوئی کرتا ہے۔ اور بدن میں خون صالح باقلم دیکر کے تمدنی برتاوے۔ اور دار افغان میں سر سید فائدہ بخشا ہے۔ وایتی نقص۔ یعنی شکم میں صواب اور تفریح جانا کی تشبہ یعنی ہو کر ہونا کھانے کا کام سید جانا سنت سے بدھ جانی چھوٹا کمال کمال ہی تپ تلی منصف عمدہ و بالی امراض سر سید فتحہ اسپہان پیش۔ ہوا سیز در گردہ۔ درد کمر اور جاح و دار ام مفاسل یعنی مرض دار و دار مفاسل یعنی مرض نگہا۔ درد دوسرہ ضعف و دماغ منصف لکھری باہ یعنی ناموری جریان یعنی دماغ تیلی ہونا۔ آتشک اور جلدی امراض جیسے سفید و داغ و دوسے وغیرہ اور دگر امراض ظاہری و باطنی میں مثل ترقیق کے حکلی تار کرتا ہے بچوں کو دانت کھنکھ کی حالت میں بہر شہ میں بیٹا ہے عورتوں کی خاص بیماری آٹھنے ایام باروری میں کسی قسم کا خلل ہونا فائدہ آگیا بنتا ہے۔ ہو کر کوثر یا تاتے۔ اور دغا کو گورہ اور پھر کر دیتا ہے اسی باعث انسان کے جسم میں خون معمولی سے زیادہ پیدا کرتا ہے اور ترسہ کی مستی نگہی دور برقی ہے۔ اور طاقہ امردانگی میں ہے فساد و خون نال کر کے رنگ بدن کو صاف شفاف رکھتا ہے قلب کو تندرست اور قدرت بخشا ہے۔ پشمرود

طبیعت کو فروسند کرنا ہی اودھم دھک کو رائل کرتا ہے۔  
ملتان میں ملنے کا پتہ۔ محمد انصیر صاحب کی سینئر شہر چھاوٹی صدر بازار ملتان

اور محدہ کی تمام خرابیوں کو دور کر کے اسکی قوت کا محقق رہتا ہے۔  
 ہریض اور طاعون کے دنوں میں اس کا استعمال کریں گا کام پتا ہے۔ ہر ایک گھریں اصل سلیمانی نمک کی شیشی موجود  
 رکھنا نہایت مناسب ہے۔ اس سے وقت بچتا و کا اضرط ہرگز نہیں ہے۔

ایم جہاں کہنی قادی افس محلہ ندیسہ بنارس گنٹو نمٹ

# اصل سیلمانی نگہ کے متعلق حقائق کے ساتھ تفصیل

ایم جے براوران کپنی کے اصل سیلمانی نگہ کا مدہ مندرجہ ہونے کی تصدیق مددگار و سارسرکاری  
 جہدہ داروں و ڈاکٹروں و جیموں نے فرمائی ہے جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔  
 علامہ نواب محمد اسحاق خاں صاحب سی بس ڈسٹرکٹ جج بہادر اعظم گڑھ نے ارقام فرمایا ہے  
 کہ اہل سیلمانی نگہ جسکو ایم جے براوران کپنی نے تیار کیا ہے۔ بہت ہی فاضل اور ہلکی حالتوں میں اور  
 یہ بھی جن کے لئے میرے خاندان میں استعمال کیا گیا ہے۔ نہایت مفید ثابت ہوا کہ جناب ایچ اے سانیان  
 صاحب منصف بنارس نے ارقام فرمایا ہے۔ ایم جے براوران کپنی کا تیار کردہ اصل سیلمانی نگہ میں نے استعمال کیا  
 یہ فاضل کا حکم علاج ہے کہ جناب بہادر محمد مصطفیٰ خاں صاحب ڈپٹی کلکٹر صاحب کو تہ تحریر فرماتے ہیں  
 کہ میں نے آپ کا اہل سیلمانی نگہ استعمال کیا۔ یہ بھی اور نصف مودہ کی بھی شکایت تھی۔ اب بفضل قاتلے  
 کا ساتھ شکایت نازل ہو گئی جناب ڈاکٹر مہدی الدین احمد صاحب ماسٹرس اسٹنٹ چندولی تحریر فرماتے  
 ہیں۔ ایم جے براوران کپنی کا اہل سیلمانی نگہ تیار فرمائیوں پر تیار فرمایا مودہ کی اکثر شکایات میں مفید پایا جناب جج  
 ایچ جے صاحب نے ایم جے صاحب بہادر بنارس تحریر فرماتے ہیں۔ آپ کا اصل سیلمانی نگہ بہت ہی  
 مفید ہے۔ اگر امراض ریاضہ بلغم کو مفید ہے۔ صاحبان مودہ کے لئے فاضل و مستحب ہے۔ جناب ڈاکٹر تقار علی  
 صاحب ماسٹرس اسٹنٹ پرنس آف ولایت پستان بنارس تحریر فرماتے ہیں۔ ایم جے براوران کپنی نے  
 چند مودوں پر استعمال کیا۔ اس سے بھی فوڑاؤں سے تھنا اور ضعف مودہ کے لئے بہت مفید ہے  
 اور چونکہ مودہ قوی رہنے سے انسان کی تندرستی بہتر ہے اس لئے یہ نگہ بہت سے امراض کو  
 پاس نہیں آئے۔ یہاں جناب حکیم ہندی کش صاحب ندیافتہ مدرسہ طبیبہ قریب تحریر فرماتے ہیں اصل  
 سیلمانی نگہ حقیقت میں ضابط کی قطع جتنی ہے اس کے کبھی سیالی یا فخر قابل تعریف ہے۔ گرانی مودہ اور  
 یہ بھی میں فوری موثر ہے۔ تیار کی چشمہ کے لئے بہت ہی عمدہ چیز ہے ہزار ہا سار شکایت اور شکریہ  
 کے خلجہ دقت میں موجود ہیں اور روزمرہ آتے رہتے ہیں۔  
 نوٹ۔ ایجنٹوں کی ضرورت ہر جگہ رہتی ہے۔ کمیشن موصول۔

ایم جے براوران کپنی قادری کاش محلہ ندیسر بنارس کنوینینٹ